



OUP—67—11-1-68—5,000.

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۸۹/۵۸۳۱۵ Accession No. ۴۷۱۵

Author د. رشید احمد دکنی P. C.

Title دیوان رشید

This book should be returned on or before the date last marked below.

---



الحمد لله الذي لا يقدر على أن يخلق الله

والمؤمنين الذين هم سادات العالمين  
والمؤمنين الذين هم سادات العالمين



بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي لا يقدر على أن يخلق الله

والمؤمنين الذين هم سادات العالمين  
والمؤمنين الذين هم سادات العالمين



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ردیف الف

مزمین بسم اللہ سے مطلع ہے دیوان کا  
 فزون ادراک سے ہو مرتبہ شاہ رسولان کا  
 فقیری میں مجھ کو بخشا خدا فراموش سلطان کا  
 رولانا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہ شہید کا  
 نمود شکل مستی کن فکائی کار سازی ہے  
 توانائی دہ ہر ناتوانا دست خالق ہے  
 تغافل و سکار ستم کو بنادیں زال سے بدتر  
 تری معراج سے معراج پائی عرش اعظم نے

آہی ہوا اثر میرے بیان میں حسن قرآن کا  
 ادو سر تاج خالق فرمایا جن و انسان کا  
 گدا مجھ کو بنایا آستان شاہ مردان کا  
 مری گریہ سے دل ہو پانی پانی ابر باران کا  
 ظہور ہر دو عالم ہوا اشارہ تیری فرمان کا  
 جو آنکھیں ہوں کر کوئی تماشا پیر کنعان کا  
 توجہ او سکی بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا  
 فلک کہتے ہیں جس کو ہر وہ زنیہ تیری ایوان کا

طہارت پختن کی آیت قرآن سے ثابت ہے  
 نہ ہو تو قیور شان آستان عرش پیر امن  
 علیؑ سو تابہندی یہ امام ہر دو عالم ہین  
 علیؑ اور از دان حق علیؑ ہے ہمزبان حق  
 سرخیل مامان ہوا امام پاکبازان ہے  
 پڑھی ناد علیؑ جب حکم رب سے سرور دین نے  
 شہا جسد ترا بحر توجہ جوش پر آیا  
 اوٹھایا پردہ ظلمت کو تیرے نور زور نہ  
 اوٹھاد نیا سوعیسیٰ نام پاک مرتضیٰ لیتا  
 ہوا تو حکم حق سے ناخدا و زور قی نصرت  
 کیا سجدہ ملائک نے تجھے آدم کی صورت میں  
 خلیل اللہ کو تیرے کرم نے امن میں رکھا  
 علیؑ کو ہاتھ میں کونین کی عقدہ کشائی ہے  
 ہمارا طایر دل ہے کباب آتش الفت  
 وہ بلبل ہوں کہ باغ منتقبت میں شوکارا پنا

نجس خود ہو جو منکر ہو کلام پاک یزدان کا  
 بلا گردان فلک ہو گنبد شاہ خراسان کا  
 ہر اک انہیں ہو حکم حق ہے ہر جہر جہان کا  
 علیؑ ہو ترجمان حق علیؑ معنی ہے قرآن کا  
 احم کا مقتدا ہو شیوا ہے اہل ایمان کا  
 گھلا جو ہر اُحد میں ذوالفقار شاہ مردان کا  
 ہوا غرق فنا دم میں عدو موسیٰ عمر ان کا  
 نہان تھا خضر کی آنکھوں کے چشمہ آب حیات کا  
 علیؑ نام خدا ہے مومنو ہنام یزدان کا  
 نہ پہونچا کوئی صد مہنوح کی کشتی کو طوفان کا  
 ہوا اگر ابی شیطان باعث عذر شیطان کا  
 دکھایا آتش فردوس جلوت گستاخان کا  
 امام جنتی و انسیؑ ہو مالک جسم کا جان کا  
 نہ ہو کیونکر اثر آدمین حدیث طبر بریان کا  
 مری غمخوارم ہے بند مرغان خوش الحان کا

خدا کیونکر نہ دیتا خرقہ معراج حضرت کو علیؑ ہر باب شہرِ علم و دانائی و موزنِ حق نبیؑ سوائے شہدین تو زو پائی دخترِ ذی شان ولایتی نہ جو جبینِ مسلمان ہو نہیں سکتا سنا ہر آفتابِ حشر میں گرمی بہت ہوگی گنہگاروں کی عیبوں کو ہمیشہ آپ نے ڈھانکا علیؑ ہر صاحبِ عرفان علیؑ عالمِ ہر قرآن کا کیا حق نہ تجھے موردِ عطا سے تیغِ بُرا کا مسلمان کا جو منے ہو وہی معنوی ہے سلمان کا شہا سایہ لڑ فرزِ قیامت تیرے دامان کا
---



بجا ہر گرا اثر کی ذات پر نازش کر دو دران  
فلک سے ہر زیادہ مرتبہ تیری شاخوان کا



دلِ جشی ہوا مسکنِ گزینِ ایسی بیابان کا سیرِ شوریدہ منت کش نہ ہو گا سنگِ طفلان کا فلک تجھ کو نہ ہو کیونکر حسدِ خاکِ شہیدان کا تصویر ہے دمِ گریہ جو تیرے رویِ خدا لگان کا یہ دشتِ رہنما جادہ دشتِ محبت ہے ہر اک ز گس میں عالمِ چشمِ مجنون کا ہوا پیدا جو کھینچی آہ سوزانِ قمری دلِ زگستاخِ نیر مری آنکھوں نہ دیکھی ہے بہاؤں کے کوہِ کی کہ عالمِ پایِ مجنون میں جہان ہی سید لڑان کا سوا کوہِ گرانسوی ہے اوتھانا بار احسان کا شفقِ آلودہ دامن ہو گیا اوس ماقہ بابان کا مری آنکھیں دکھائی ہیں تماشا برقِ باران کا دلِ گم گشتہ پرا حسان نہیں خضرِ بیابان کا جو اوس لیلیِ شمایلِ زگستاخی طرفِ بھان کا ہر اک شمشاد پر عالم ہوا سرو چراغان کا مبارک ہو تجھ زاہدِ نظارہ باغِ رضوان کا
--

گنہگار دنی کی آنکھیں قلمزماں شکستِ امت ہیں  
 فلکِ آمیز داری جو رہو میان کی کرتا ہے  
 وہی ہر آدمی جو چشمِ عالم میں جگہ پائے  
 ہر اک مشتاق کی جانِ کسوت تن کی ہوئی ہر  
 لبِ جان بخش کی الفت میں ہر جان شیرینی  
 رکھا خورشیدِ ذہلی کا رد مالِ پیرِ چہرہ پر  
 مرغِ خاکِ قدم کو کیوں نہ آنکھوں سے مجھوں  
 ہزاروں حسرتوں کو آسمانِ ذُخا کِردالا  
 نہیں مجبوس ہوتی ہو تو گلِ دیوارِ گلشن سے  
 کیسی دید پر موقوف اپنی زیستِ ہرِ ناصح  
 عدد کو لیکو وہ بُت کیوں آئی میرِ کاسیت پر  
 ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا ہر شیر کا تھونے  
 اتر قرآنِ خوانی کا نہیں جاتا پسِ مردن  
 نہیں ہر تنگ چشمِ خاکِ سار دغا کبھی شیوہ  
 شہادت ہو گئی میں نظرِ شامِ جدائی میں

نہیں شوارای زاہد چھوڑا نا دلِ عصیانِ  
 شفقِ ہر عکسِ خونِ آلودہ رخسارِ شہیدانِ  
 کوئی دیکھے کہ دیدہ میں محل ہوتا ہوا نسا  
 دکھایا ساعدِ عریانِ ذِ عالم تیغِ عریانِ کا  
 ہوا ہنر لے زہرِ اب چشمِ آبِ حیوانِ کا  
 تہ کیسو نظر آیا جو جلوہ روے تابا نسا  
 کہ نورِ چشمِ لیلیٰ ہر غبار اپنے بیا با نسا  
 دلِ مایوسِ خاکِ ہو گیا گورِ غریبانِ کا  
 چلے روحِ روان پر زور کیونکر تن کو زندا نسا  
 مرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جانِ کا  
 مسلمانوں جلانا ہوا سے مردہ مسلما نسا  
 دلِ پناہی فلکِ ہر رنگ ہر گنجِ شہیدانِ کا  
 ہماری لوحِ تربت پر ہر عالم لوحِ قرآنِ کا  
 یہ اہلِ شوق آنکھوں پر قدم رکھتے ہیں جہانِ کا  
 ہلالِ چرخِ ذِ عالم دیکھا یا تیغِ بُرا نسا

تیری چاہت زنجیرِ نخل کو گرایا ہو  
 نہیں ہو جو خنجرِ فشانِ چشمِ گریان کی  
 نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی ہی پرستی میں  
 مسلمان ہوں اگر کا فر قصہ او کا نہیں کوئی  
 چھپے گا دامنِ محشر میں خورشیدِ قیامت بھی  
 اونچین میری پنجواں نئی خبر کیونکر ملے ہمد  
 تیری چاہِ زرخندان پر گمان ہو چاہِ کنعان کا  
 تصور ہر دم گریہ کیسی کی نوکِ شرکان کا  
 کسی دن دیکھ اسی زاہد تماشا بزمِ رندان کا  
 خدا ہی ذمہ و تجھ کو بس یاد دین و ایمان کا  
 غضب ہو گا عیان ہونا ہمارا دغِ پنهان کا  
 نہ یا نکا کوئی داغِ برون آویں کوئی داغِ

تیری چاہت زنجیرِ نخل کو گرایا ہو  
 نہیں ہو جو خنجرِ فشانِ چشمِ گریان کی  
 نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی ہی پرستی میں  
 مسلمان ہوں اگر کا فر قصہ او کا نہیں کوئی  
 چھپے گا دامنِ محشر میں خورشیدِ قیامت بھی  
 اونچین میری پنجواں نئی خبر کیونکر ملے ہمد  
 تیری چاہِ زرخندان پر گمان ہو چاہِ کنعان کا  
 تصور ہر دم گریہ کیسی کی نوکِ شرکان کا  
 کسی دن دیکھ اسی زاہد تماشا بزمِ رندان کا  
 خدا ہی ذمہ و تجھ کو بس یاد دین و ایمان کا  
 غضب ہو گا عیان ہونا ہمارا دغِ پنهان کا  
 نہ یا نکا کوئی داغِ برون آویں کوئی داغِ



نشانِ نقشِ قدم کا بھی نہ پایا تا دمِ آخر  
 عبت ہے کیا بچھا اشرع گر ز اسکا



ایسا سبک تھا غیر کہ کچھ بھی گران نہ تھا  
 گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا  
 دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز دان نہ تھا  
 مطلق شبِصالِ عدوِ شان نہ تھا  
 اس حسنِ اتفاق کا کوئی گمان نہ تھا  
 کیا ہم نہ تھے اسیرِ ذوقِ فغان نہ تھا

مخل میں او سپہ رات جو تو مہربان نہ تھا  
 جیلِ بتان میں خوفِ فراقِ بتان نہ تھا  
 پیشِ رقیب پر سسِ دل تھے خوب کی  
 عبرتِ دلا بلی تھی ہماری ستم کشی  
 بگڑے ہوئے رقیبِ کردہ آئی میرے گھر  
 سرگرم نالہ کیوں رہی بلبلِ بہار میں



سرشارِ بخودی تھے اتر نہ بزمِ یار میں



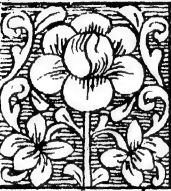
کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں تھا

چند روزہ عمر کی میعاد کیسا  
تجھ پہ تجھ اوستم ایجاد کیسا  
آرزوئے جنتِ شاد کیسا  
آئے لب پر شکوہ بیدار کیسا  
آپ کی باتیں کرینگے یاد کیسا  
مجھ کو دیتے ہو مبارکباد کیسا  
اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا  
باندھتے ہیں سرو کو آزاد کیسا  
ورنہ اے دل حاصل فرما د کیسا  
تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیسا  
کھینچتے ہم منت بہزاد کیسا  
ہم تجھے آئینِ ستمگر یاد کیسا  
وہ مرے حق میں کرین ارشاد کیسا  
سر پہ لین ہم منتِ جلا د کیسا

قید تن سے روح ہے ناشاد کیا  
میری ایذا سے عدد و ہوشاد کیا  
اونکی خاطر جابین بزمِ غمِ سیرین  
پارہا ہے دل مصیبت کے مزے  
دل میں جو آئے او سے کہہ ڈالئے  
دوستو آئے ہیں وہ دشمن کیا تھے  
جب نہیں کچھ اعتبارِ زندگی  
جب برنگِ گل ہے پابندِ مکان  
کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو کھینچ  
ہے ترا پا مالِ ہمدِ نخلِ چین  
یار کی تصویر دل پر کھینچ لی  
غیر دل سے ایک دم جاتا نہیں  
مجھ سے پہلے سن چکے ہیں غیر کی  
کو کہن کی آنکھ میں ہلکے بنین

ہے چمن کی اسے صبار و داد کیا  
نازش سر بازی فرما دیکھا  
دیکھے کرتے ہیں وہ ارشاد کیا  
آدمی کی اسے خدا بنیاد کیا

سر پہنکتے ہیں اسیرانِ قفس  
عاشقی ہے سر پر لیتا کوہِ غم  
عرض اپنی ہے جو ہے عرضِ عدو  
سر کشی تجھے کرے کیا تاب ہے



بحقیقت جان کر دل کو ارشاد  
تو نے اسے نادان کیا برباد کیا



لخت ہاؤ دل مجروح کو لیتا نکلا  
عشق بھی قہر آبی کا نمونہ نکلا  
تو اگر گورِ غربان کی طرف جا نکلا  
خضرۂ اپنے لئے جادہ صحران نکلا  
دردِ دلدار می غمِ سلسلہ پا نکلا  
آنکھیں بھر آئینِ جہان ذکرِ تونکا نکلا  
تو ہی اموشیخِ بڑا حق کا شناسا نکلا  
آئینہ خانہ میں باطل ترا دعویٰ نکلا

تیرا بیکانِ مری سینہ سونہ تنہا نکلا  
ادسے کو چہ سے جنازہ پہ جنازہ نکلا  
حق ٹھہر جائیگا واعظ کا بیانِ محشر  
شوقِ آوارگی منت کش رہبر نہوا  
عمر بھر کو چہ ظالم سے نکلنے ندیا  
ہم مسلمان ہیں مگر دل ہو بلا کا کافر  
اپنی ہو حق سے نکر محفلِ زندانِ براہم  
دم میں معدوم ہوئی صورتِ کیا می حسن

شوق نے حسرتی دید بنایا کس کا	شعلہ طور مراد اغ متس نکلا
تول کر رہ گئے شمشیر دودم کیا معنی	حوصلہ اسمین تمہارا نہ ہمارا نکلا
عشق کو ملک عدم تک ملا کوئی سراغ	دہرین نام وفا صورتِ عنقا نکلا
عینِ وقعتِ محبت میں سر خود داری	حرفِ مطلب مری مٹنے کی کبھی دیکھا نکلا
خلش تیر مژہ دل سے بچانے پاسے	پھر کہاں لذتِ ایذا جو یہ کانٹا نکلا
کیا بیان کیجئے مٹنے بند ہوا جاتا ہے	کچھ غضب کا دہنِ یار مٹتا نکلا
اپنے مرنے سے عدد و موردِ بیدادِ راب	تجھ سے اسی مرگ بڑا کام ہمارا نکلا
حسدِ غیر سے کیا کم ہو مری شہرتِ عشق	نام جس شخص کا جس بات میں نکلا نکلا
وای تقدیر کہ اوس دشمنِ ایمان کو حضور	میں بد اندیش عدد و چاہنے والا نکلا

مر گیا بے اثر پھوٹ کے سرِ پتھر سے	عشق کی سوکھی ستمِ جان کا سودا نکلا
-----------------------------------	------------------------------------

دل سنگ نہیں ہے کہ شکر نہ بھراتا	ا کرتے نہ اگر ضبط تو مٹنے تک جگر آتا
تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا	مرنے سے مرے غیر کا مطلب نہ بر آتا
سوارِ تجھے ناقہ لیلے نظر آتا	اے قیس اگر دشت میں تو راہ پر آتا
تخصیص نہ معنی طور کی اسی حضرت مولا	ہر سنگ میں وہ نور تجھے نظر آتا



دفع سے مجھے واعظ نادان نہ ڈراتا  
اپنے شجر عشق کا وقتِ ثمر آتا

ہوتا جو خبر کچھ بھی مری سوزشِ دل سے  
ہوتی جہن آراے ازل کی جو مشیت



بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں ڈ  
آنا اوسے ہوتا تو وہ اب تک اثر آتا



لیکن اس سے یو فاقہ ہی بتا حاصل ہو کیا  
تیرے جاندا دہ کو ظالم گور کی منزل ہو کیا  
میرے دامن کے برابر دامنِ ساحل ہو کیا  
سچ بتا اس انگبین میں زہر بھی شامل ہو کیا  
حق کو آگے مدعی کا دعویٰ باطل ہو کیا  
قیس تیرا پردہ دل پردہ محمل ہو کیا  
لفظ گلِ اِراہل معنی در حقیقت گل ہو کیا  
تیرے پنجہ میں کسی آزار کش کا دل ہو کیا  
اس عنایت میں مراد غیر بھی شامل ہو کیا

جان دینا عاشق جان باز کو مشکل ہو کیا  
دارِ سہنی میں عذابِ غم اُدھٹاتا ہی رہا  
ہے مری تر دامنِ عبرت وہ طوفانِ نوح  
مرگِ جنکو پڑی تیری لب شیریں کی چاٹ  
بر سرِ حق رہ دلاحق کو ہمیشہ ہے فردغ  
مانعِ دیدِ رخ لیے انہیں کوئی حجاب  
خاک سے ہو تو ہیں پیدا خاک میں ملتے ہیں گل  
کیوں رہا کرتا ہو اِی ظالم ہمہ دم بفرار  
خطا میں لکھتے ہیں کہ آئینے کہیں ہوتے ہوئے



دل ہر سینہ میں کہ ہر سیما ب بر آتش اثر  
ماہی بے آب ہو یا طائرِ بسمل ہے کیا



اوسکے دل میں اثر ذرا نہ ہوا  
 تیری جانب سے مجھے کیا نہ ہوا  
 کیوں ترا آشنا عدو ٹھہرے  
 مر کے اوسکی گلی کی خاک ہوا  
 عشق کا رنگ کچھ نرالا ہے  
 مایہ ناز تھا جو اپنا دل  
 مار ڈالا مجھے عدو کے لئے  
 بھرنہ چھوٹے گا تیری ہاتھو لئے  
 کتنے عاشق بڑی ہین مست خزا  
 آنکھتا ہی میرے کوچہ میں  
 کوئی پروا نہیں کینوں کی  
 تیرے پیچھے سوائے فلک انسان  
 تھا جو عاشق تمھارا پا برکاب  
 اب ستم غیر پر وہ کرتے ہین  
 خوبیاں وہ ہزار رکھتے ہون

آہ اے نالہ تو رسا نہ ہوا  
 خیر گزری کہ تو خدا نہ ہوا  
 جب ترے غم سے آشنا نہ ہوا  
 میں فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا  
 خون دل روکش خانا نہ ہوا  
 نادک ناز کا نشا نہ ہوا  
 حیف تو صبر آزما نہ ہوا  
 خون اہل وفا حسا نہ ہوا  
 میکہ تیرا آستانہ ہوا  
 تجھ سے اتنا بھی ادا نہ ہوا  
 آسمان مہربان ہوا نہ ہوا  
 زندہ جب تک رہا رہا نہ ہوا  
 سوے ملک عدم روانہ ہوا  
 میرا مرنا مجھے بُرا نہ ہوا  
 اوسنے کوئی مرا بھلا نہ ہوا

لطف کیا ہے اگر گلانہ ہوا  
زخم کھایا مگر مرانہ ہوا

ست بُرا مانئے کہ الفت میں  
کچھ تو درکار تھی نمک ریزی

اے اثر تجھ کو چھوٹا کیا ہے  
جب کسی کا وہ بی وفا نہوا

سمجھ کر بغیر پر بیدار کرنا  
نہیں وہ جانتے آزاد کرنا  
مری خاطر عدد کو شاد کرنا  
جہاں تک ہو سکے بیدار کرنا  
نہیں آتا ہمیں فسر یاد کرنا

بہت آسان ہی تجھ کو شاد کرنا  
مبارک ہو دلا تجھ کو اسیری  
دل اپنا ہو رہا ہو غم کا خوگر  
ہے اپنا امتحان دشمن کی عبرت  
توقع دادرِ محشر سے کیا ہے

اثر بعدِ فن کیا کام آئے  
مجھے رورو کے اونٹن یاد کرنا

مہربان حال پہ وہ رشکِ قمر کچھ نہوا  
بار وریغِ جہان میں یہ شجر کچھ نہوا  
جج چارم سو سچ آئے مگر کچھ نہوا  
دستِ فرعون سے موسیٰ کو ضرر کچھ نہوا

نالہ ہائے شبِ فرقت کا اثر کچھ نہوا  
نخلِ الفت میں نمودارِ ثمر کچھ نہوا  
موجِ زکاتیرے کشتہ پہ اثر کچھ نہوا  
ہو خدا دوست تو دشمن کرہیں بازو بیکار

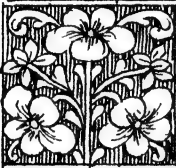
غیر کی شب کو شب قدر بنایا تو نے	تجھ سے میرے لئے اے رشکِ قمر کچھ نہوا
ہے سفرِ شکلِ سقیا اگر ساتھ نہیں	ہم سفر وہ جو نہ تھا لطفِ سفر کچھ نہوا
کر لے خوشابہ فشانے بھی اگر دل چاہے	اشکِ یزی کی تواری دیدہ ترکچہ نہوا
مشقِ تصویر اد سے مشقِ تصویر بھگو	پیشِ بہزاد عیان اپنا ہنر کچھ نہوا
تھا رحیمی خدا کا جو یقینِ دل کو	عرصہٴ حشر میں اعمال کا ڈر کچھ نہوا
صاحبِ فیضِ ہنر شمشیرِ ستم کو محفوظ	بار و نخل کو آزار تبر کچھ نہوا
دولتِ عشقِ ازل ہی کی نصیبِ دل تھی	اسلئے میل مجھے جانبِ زر کچھ نہوا
شبِ خدا جانی کہانِ یارِ بازمِ فرو	راتِ سامانِ طربِ غیر کے گھر کچھ نہوا
یاس کی دیدہ عیسیٰ میں لہو بھر آیا	رو بصحت جو مر از خمِ جگر کچھ نہوا
حشر میں اور بھی اک حشرِ مچھلی کا ظالم	میرا تیرا دامنِ انصاف اگر کچھ نہوا
چل گئی وصل کی شب گردنِ عاشقِ پچھی	تیرا نقصان تو اے مرغِ سحر کچھ نہوا
بیخطر کعبہٴ دل تو نے ستمگر ڈھایا	بتِ ترسا تجھے اللہ کا ڈر کچھ نہوا

لاکھ سمجھا یا اثر کو کہ ندرِ عشقِ ہر جان	ناشنو تھا اد سے کہنے کا اثر کچھ نہوا
--	--------------------------------------

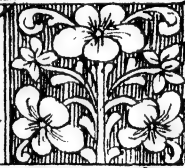
شویشِ غم سے مرادِ رات کیا بیتا تھا	اشک جو آنکھوں سے نکلا روکشِ سیاب تھا
------------------------------------	--------------------------------------

رو برویان چشم ترکے زہرہ آب تھا  
 شمع بزم غیر و ان وہ غیرت مہتاب تھا  
 یان الم تارِ نفس کو واسطے مہضاب تھا  
 غیر کا زانو بجائے بالسن کجواب تھا  
 یان سراپا دیدہ تر حلقہ گرداب تھا  
 و ان بکام دشمنان جامِ شراب تھا

صحبتِ اغیار میں خندان تھا و ان برق و  
 یان لگی تھی آتشِ غیرت و اپنوں دل لگ  
 پردہ ماسی گوشِ تھو و ان محو آہنگِ باب  
 یان درو دیوارِ سی تھا کام سر کو اور و ان  
 حلقہ کیسو تھو و ان عنبر فروشِ دستِ غیر  
 خون دل پیتا راین شامِ سربانِ تاسخ



کچھ نہ پوچھو اسی اثر طوفانِ ریخ ہجریار  
 جوششِ گریہ بستر اک کھن سیلاب تھا



عدو کے جور کا تجھے گلا کیسا  
 کروں میں اونے عرضِ مدعا کیسا  
 ستائش ماسی دشمن کا گلا کیسا  
 دلا جستی لہذا یندین مزا کیسا  
 شکایت ماسی بختِ نارسا کیسا  
 وہاں زخمِ شورِ مرجب کیسا  
 دلِ خون گشتہ کو آگِ حنا کیسا

جفا پر در سے امید و فاکِسا  
 غرضِ دل دادگی کی جانتی ہیں  
 نہیں جب جو ہر مردم شناسی  
 نہیں شایانِ ریح باکبا زان  
 سپاسِ طالعِ نیکو چہ معنے  
 عدو سنکر نہ چو دستِ قاتل  
 سراپا جلوہ رنگِ وفا ہے



چمن کی ہو گئی اگلی ہوا کیسا  
تماشا بہار بے بقا کیسا  
غم بربادی اہل فنا کیسا

صبا آوارہ و گل نذر صرصر  
فروز جلوہ گل عارضی ہے  
عبث کرتی ہے بلبیل ماتم گل

اثر موہوم ہے مضمون ہستی  
نہیں معلوم ہے کیا اور تھا کیسا

جاتے ہیں تuko دھوکا کھائیں کیا  
داورِ محشر کو ہم بتلایں کیا  
غیر ہم پہلو جہان ہو جائیں کیا  
جب نہیں اے لذتِ غم کھائیں کیا  
اس سمجھ پر مکو وہ سمجھائیں کیا  
ہیں مسلمان تیرے گھر ہم آئیں کیا  
ہم کہیں کیا اور وہ فرمائیں کیا  
قتل کر کے مجھ کو وہ چتائیں کیا  
انقلابِ دہر سے گھبرائیں کیا  
آکے جب بیٹھے تو پھر ادٹھ جائیں کیا

جھوٹے وعدہ نہ پتھاری جائیں کیا  
پریشانی اپنے قتل کی ہوئے لگی  
اونکی محفل حیرتِ عالم سہی  
خون دل کھانے سے کچھ انکار ہے  
ناصح مشفق کو سمجھانا پڑا  
غیر نے رکر جہنم کر دیا ڈ  
ہم سے اوسے بات کیا باقی رہی  
ہے پشیمانی میں اقرارِ خطا  
آئینے پھر بھی وہی عشرت کے دن  
مرہی کرا دٹھینکے تیرے در سے ہم

دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی  
اے اشراب ڈھونڈنے سی پائین کیا

جابل کا بکھیرا بھی ہے مشکل کا بکھیرا  
سرلیٹے ہیں عاقل بھی کہیں دل کا بکھیرا  
پردہ سے نکل سیدہ مجنون میں سما جا  
شبلی جہان ہو گو شب باش خوشی  
کیا سیر کروں ناز کی طبع ہے مانع  
عشاق کا ہنگامہ تیرے در پہ ستمگر  
خود کاٹ گلامر گئے جو مرگ طلب تھے  
ہنگامہ محشر سے ہے باللہ نہیں کم  
کیونکر نہ بیابان کو نکل بھاگتا مجنون

طے ہو نہیں سکتا کبھی جابل کا بکھیرا  
یہ سا بکھیرا وئے ہے مشکل کا بکھیرا  
یلے نر ہے پھر کوئی نعل کا بکھیرا  
درویش کو ہوتا نہیں منزل کا بکھیرا  
پھیلا ہو گلستان میں عناد دل کا بکھیرا  
ہے روز قیامت کے مقابل کا بکھیرا  
کیا رکھتے لگائے ہوئے قاتل کا بکھیرا  
زاہد مجھے اوس حور شمال کا بکھیرا  
زندان میں تھا دزات سلاسل کا بکھیرا

وانا سے اشرتبہ مولیٰ نہیں پہنان  
نادان ہو جو کرتا ہے فضائل کا بکھیرا

کسی گل کا جو انتظار رہا  
اپنی آنکھوں میں خار خار رہا  
کھر خون سے ملانہ دل کو فراغ  
عشق اپنے گلے کا مار رہا

پیرہن اپنا تار تار رہا	تیرے ہاتھوں سے ایجنون ہو
تہ شمشیر آبدار رہا	دیر تک اپنا سر کہاں قاتل
محو نظر ارہ نگار رہا	شکل آئینہ دیدہ حیران
خنجر غم سے دل فگار رہا	دست قاتل کو کب ہوئی تکلیف
سر میں سودا عزت یار رہا	عمر بھر پانوں میں رہی زنجیر
بعد مردن بھی انتظار رہا	وعدہ یار نے دیا کب چین
شکل سیما بے قرار رہا	آتش ہجر سے دل بیتاب

اے آتش عشق لالہ رو بونے  
اپنا دل غم سے داغدار رہا

کہ کرتا ہے عدو ماتم ہمارا	ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
مسرت آپکی ہے غم ہمارا	نہ کیونکر غم سے ہو ہو کو مسرت
کوئی انہیں بھی تھا محرم ہمارا	دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
زیادہ آپکا ہے کم ہمارا	قصور اس عاشقی میں حضرت دل

کوئی بھرتا نہیں اب عشق کا دم  
غنیمت اے آتش تھا دم ہمارا



تجھے ای فلک اس سو کیا مل گیا  
 مجھے تو بتون میں خدا مل گیا  
 نصیبو نے یہ سلسلہ مل گیا  
 جسے درد دل کا مزہ مل گیا  
 کہ صر جا کے یہ بیو فاعل گیا  
 ترا عشق وہ رہنما مل گیا  
 مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا  
 تو غیر و نئے کیا سا قیام مل گیا  
 تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا

جو یوں خاک میں دل مرا مل گیا  
 مقدر میں زاہد جو تھا مل گیا  
 تری زلف پر دست بیعت ہو  
 اسے جان شیریں کی پروا نہیں  
 ذرا دل کو دیکھو تو اسے ہمد مو  
 پہونچ ہی گئے ہم خدا تک صنم  
 جدائی میں رونا ہون آٹھون پہر  
 وہ اگلا مزہ مے کا جاتا رہا  
 بتون کے محبت میں زاہد ہمیں

ترا شعر کوئی سنا جب اثر  
 مزا میر کے شعر کا مل گیا

تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا  
 جو بُرا ہے بھلا نہیں ہوتا  
 ہوش پہرون بجا نہیں ہوتا  
 بے نمک کچھ مزہ نہیں ہوتا

یوں تو ہونی کو کیا نہیں ہوتا  
 غیر بد بین سوا نہیں ہوتا  
 ایک پل دیکھ کر تری آنکھیں  
 رنگ گوراسی فرنگن سا

یہ بتاں حسین کہاں ہوتے  
 نالہ جاتا ہے عرشِ سر آگے  
 عیبِ رندان اگر نکر تا شیخ  
 کمرِ بُرائی سوائے عددِ پرہیز  
 تو ہے وہ ایک ای خدا میرے  
 ملک مال و منال کا طالب  
 سنگِ طفلان جو یاد آئے ہیں  
 دم جو نکلا تھا خیر نکلا تھا  
 عیبِ چینی کی تھی مجال کسے  
 اوسکی زلفون سے دل اگر ڈرتا  
 کہہ دی گل کو پیامِ بلبل کا

تو اگر ای خدا نہیں ہوتا  
 تو بھی اوس تک سا نہیں ہوتا  
 اپنے حق سے ادا نہیں ہوتا  
 کہ بُرے کا بھلا نہیں ہوتا  
 جس کا پھر دوسرا نہیں ہوتا  
 تیرے در کا گدا نہیں ہوتا  
 ہاتھ سر سے جدا نہیں ہوتا  
 غیر کا مدعا نہیں ہوتا  
 تو اگر بیوفانہ نہیں ہوتا  
 مبتلائے بلا نہیں ہوتا  
 تجھ سے اتنا صبا نہیں ہوتا

آدمی کون ہے اثرِ جبکا  
 پیٹھ پیچھے گلا نہیں ہوتا

اثرِ غفلت میں کھوتا رہیگا  
 خدا کی خدائی ہمیشہ رہیگی  
 بہت سوچا اب بھی سوتا رہیگا  
 جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا

دو فائیں مری یاد آئیں گی تجھ کو	مرے واسطے یار و تار ہیگا
کہا تنگ دلار کے غافل خدا سے	بتو نہیں تو اوقات کھوتا رہیگا
دیم آخری تنک ترا عشق مرگان	کھینچے میں پرچی چھو تار ہیگا
جگائیں نہ کیونکر شبِ وصل و سکو	جوانی کی ہے نیند سوتا رہیگا
نہ ہو گا اثر اس سچے تجھ کو حاصل	اگر عمر بھریوں ہی روتا رہیگا
مٹیکا نہ اک حرف تیری مٹائے	لکھا بخت کا لاکھ دھوتا رہیگا

اثر دل ہے جیتک یہ کیمخت ہر دم	تجھے بحرِ غم میں ڈبو تار ہیگا ۛ ۛ
-------------------------------	-----------------------------------

دل نہ بیوجہ رات مضطر تھا	اوسکے زانو پہ غیر کا سر تھا
اپنے گھر اونکو کیا بلا تے ہم	بوریا بھی نہیں میسر تھا
ضبط دل پر بھی اوسکی محفل میں	اپنا رومال اشک سے تر تھا
یہ شرف ہے بتو ملکی صحبت کا	ورنہ کبہ بھی ایک پتھر تھا
جان دینے میں سوچ کیا کرتے	مفسی پر بھی دل تو نگر تھا
خوب و زشت جہاں کا فرق نہ پوچھ	موت جب آئی سب برابر تھا
ہم سے خط لیکے بے نشان ہوا	کیا ہی عتقا صفت کبوتر تھا

کچھ مزاج اور بندہ پر در تھا	آپ بیتکٹ سے کھٹے دل
کیا ہی اولٹا مرا مقدر تھا	ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد
دل کی بخت ناز پر در تھا	جو راعد کی تاب کیا لا تا
میں جو تیری ادا کا خوگر تھا	صحبت حور سے ہوئی وحشت

ہے اثر یا نہیں خدا جانے  
سنتے ہیں ادسکا حال دیگر تھا

تجھ کو ایسا نہیں بنانا تھا	جب خدا کو جہان بسانا تھا
وہ بھی اے یار کیا زمانا تھا	میرے گھر تیرا آنا جانا تھا
دو قدم پر غریب خانہ تھا	پھر گئے آپ میرے کوچہ سے
اوس سے بیگار دل لگانا تھا	جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے
آپ کو تیغ آزمانا تھا ؟ !	آئے تھے بخت آزمائے ہم
کچھ بھی آنسو تجھے بہانا تھا	اے ستمگار قبر عاشق پر
در نہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا	تو نے رہنے دیا پس دیوار
پہلے دان پر شراب خانہ تھا	جس جگہ اب ہوشیج کی مسجد
پاک بازو نکھا آنا جانا تھا	دخل اہل ریانہ رکھتے تھے

بزم میں غیر کو نہ بلوائے      آپ کو جب ہمیں بلانا تھا  
اب گل ہیں نہ وہ چمن شادابی      بلبلون کا جہان ترانا تھا  
سُنتے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا      جبہ صیاد آشیانا تھا

دل نہ دیتے اوسے تو کیا کرتے  
اے اتر دُکھ ہمیں اٹھانا تھا

تھیں یوں بلبلو وقتِ امان موسمِ ہر پہ چھوڑ  
تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشمِ گریبانے  
کسی غور شدہ طلعتِ گمراہ اپنا ایسا روشنی  
نیا کچھ رنگِ نگار دیو آشنائے حوڑے  
ہمیشہ صبح کا دھوکا رادل کو نہ جین آیا  
میں کیا جاؤ گا صحر ا کو رہا ہر مجھ میں کیا باقی  
ہم اپنی زندگی بیشیر میدانِ محبت تھے  
زبانِ می ہر خدا کی آدمی کو نطق کی خاطر  
بلندی کی دستِ ہر قدم پر ملتی جاتی ہے  
مقید طائرِ رنگ چمن ہر تیری مٹھی میں

نہ اندیشہ ہی گلچین کا نہ ہے صیاد کا دھوکا  
مگر جب سے جگر پہنے لگا نقشِ کیمیا کا  
کہ ہر تاریک شب میں بھی ٹایانِ نور کا ترکا  
تماشا ہو کجانی سے یہ شعلہ اور بھی بھر کا  
دکھایا عارضِ جانانِ شب بھر نور کا ترکا  
جنونِ زنجیرِ پامیری نہ اتنے زور سے کھر کا  
ترا تو سو اوجِ آفتل ہماری قبر سے بھر کا  
وہ دیوانہ ہر جو ہو معتقد تجذب کی بڑ کا  
مسافر ملکِ نیا کا ہی یار ہر وہی بیہڑ کا  
تو وہ صیاد ہی مرغِ صبا کا جبہ دم بھر کا

مری جو ہر شناسی کیا کیریں لی قبا دے	شکستہ پیر میں ہو رہا ہوں محل گوڑ کا
متحیر کن کو اہل دانش کب سمجھتے ہیں	درختوں کو گرا دیتا ہر چر سے کھودنا جڑ کا
وہی انسان جو لڑکا تھا جوان ہو کر ہو بڑا	بڑھاپا کو جہاں پہنچا سر نو سی بنا لڑکا
گرے جا رہے ہیں نغان صورتِ برگِ لعل ہی	بڑھاپا کا زمانہ ہے کہ موسمِ آیات جھڑ کا
صبا سو آید فصل بہاری کی خبر سنکر	ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پئے سحرین چڑ کا
کربن رو باہ بازی مدعی ہے تو کیا دوزخ	کہیں شیرِ دلاور بھی خطر رکھتے ہیں گیدڑ کا

آثر تو ز بھی پایا ہے مزاجِ حضرتِ آتش	جوانو نمین جوان بڑھو نمین بڑھا لڑکوں نمین
--------------------------------------	---

زندگانی کا مزا اوس دم مجھے حاصل ہوا	جب گلو سیراب آبِ خنجرِ قاتل ہوا
عینِ وقتِ دیدِ محنون کو ہوا کیا اضطراب	اشتیاقِ رویِ لیلے پر دہِ محمل ہوا
جب جنونِ طوفان پہ لایا چشمِ دریا باکو	دامنِ صحرای بھی کو سون دامنِ ساحل ہوا

دلِ ندینا کی اثر بے فیض ہو رہے ہیں سین	ماہ کے خرمن سے کس کو فائدہ حاصل ہوا
--	-------------------------------------

شیشہ سے کہاں بادۂِ احمر نے اٹھایا	جو لطف کہ لبِ تری سا غریزہ اٹھایا
ہم ہو گئے مرنے پہ سلیمان کے برابر	تا بوت بتانِ پری پیکر نے اٹھایا

عشق کے آگے جو ہوا یا رفتہ آرا	غل ٹپ گیا سرِ فتنہ محشر نے اوٹھایا
اس عمر دور وزہ میں سبکدوش تھارہنا	کیون بار جہان سر پہ سکندر نے اوٹھایا
سامانِ تقش کیلے چاہئے دولت	عشرت کا مزاکب کسی بزر نے اوٹھایا
اوس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ نہ بھی	ای گل جسے میری دل مضطر اوٹھایا
تم کہنے کی حاجت نہ ہوئی اہلِ لحد کو	مردوں کو تیری پانوں کی ٹھوکر اوٹھایا
انگشتِ نمائی سے بچی اونکی نزاکت	الزامِ کمزلف معبر نے اوٹھایا
کچھ پوچھے یوسف سے ذرا اسکی حقیقت	جو بیخِ برادر سے برادر نے اوٹھایا
کیا چاندنی چھنکی مری گھر میں جس شب وصل	چہرہ سے نقاب دس مہر انور نے اوٹھایا
اب بیکھے کیا تازہ بلا آتی ہے سر پر	اندازِ نیایار کے تیور نے اوٹھایا
کیا محو ترے خال دہن کا ہوا جا کر	دانہ کوئی اب تک نہ کبوتر نے اوٹھایا



موسن کو سوا اور اثر کون اوٹھائے  
جو بیخِ علی کیلے بو ڈرنے اوٹھایا



خنجرِ سفاک پر جو ہر عیان ہو جائیگا	اپنی جان بازی کا جسدِ امتحان ہو جائیگا
آہِ سوزان کا اگر بالا دھوان ہو جائیگا	آسمانِ کمال در زیرِ آسمان ہو جائیگا
ہر کہے رازِ نہان سب پر عیان ہو جائیگا	پردہٴ دلِ عارضِ سیکنان ہو جائیگا

یہ نہ سمجھتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا  
تیری فرقت میں فراقِ جسم و جان ہو جائیگا  
جسمِ خاکی گردِ پاے آہوان ہو جائیگا

کچھ سمجھ کر اوس پہنوبی سو کی تھی دوستی  
لے خبر بیمارِ غم کی دردناک و رشکِ مسیح  
خاک کر دیا مجھے آخرِ سیہ چشم کو کا عشق



جب دا سے قتل مجھ کو وہ کر گیا اے اثر  
کشتہ شمشیرِ حسرت اک جہان ہو جائیگا



زاہدِ اجرت طلبِ خواہان نہ ہو کیونکہ  
میری دل پر شک ہو اوس کو شمعِ طور کا  
جل اوشکا جب داغ پر بھاہا رکھا کافور کا  
پانوں پھیلا نا بھی اب اوس کو سفرِ ہر کا  
دیکھو چہرہ اگر میری شبِ دیوگر کا  
اپنوں دل میں انہیں سکتا تصورِ حور کا  
چاہئے سرمہ مری آنکھوں میں کوہِ طور کا  
کیا عجب پنا تین لاغر ہو طعمہِ مور کا  
نالہ نالہ قوس ہو گا مجھ کو نالہِ صور کا  
مور کھینچے سانس سے لاسے ترِ رنجور کا

عمر بھر کرتا رہا ہوں کام جب مزدور کا  
جب خیالِ یا صنم تیرے رخ پر نور کا  
ہے یہ نقشہ آتشِ غم سے دلِ محذور کا  
بسترِ غم پر یہ نقشہ تیرے رنجور کا  
عارضِ گردن پہ اک خالِ سیہ بجا ماہ  
اوس پری کا ہو رہا ہوں کس قدر محجوب کا  
فکرِ بنیائی ہے لازم طالبِ دیدار کو  
عشق ہی مجھ کو خطِ لبہا کی شکرِ بار سے  
بعدِ مردن بھی رہیگا اے صنم تیرا خیال  
زار و لاغر جب ہو ایسا کیا عجب منکر بعد

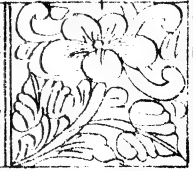


اپنے داغ دل سے محشر میں کرینگے سب گز  
 ٹھوکرین کھا تو ہیں ابو نعین کوئی کیونکر کو  
 عقد پر دین پر نہ ہو ای آسمان تو مونا ز  
 کیا تمنا سا غرے کی ہو مجھ سرشار کو  
 کو کہن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت نصیب  
 کس طرح مانوں کہ انسان فعل میں مختار ہے  
 غم نہیں لایا ہے او نکو بہر گریہ و فشا  
 کہ قدر ال جہان کو یادہ گوئی ہو پسند  
 مرے بھی مودی ہوا کرتا ہوا ایذا کا سبب  
 کیون نہ ہو جابجا بزم سخن میں شور و حشر  
 ہے لای مدعی کیا تاب پیکار سخن  
 خاک و گواہی ہمد و مود میں محبت کا شجر  
 نالہ پیہم اگر لاؤں زبان پر ہجر میں  
 آفتاب حشر ہو جایگا تارا دور کا  
 کون سر درویش کا ہو کون ہے فقور کا  
 یہ تو خوشہ ہے کسیکے باغ کے انگور کا  
 ساقیا ہوں مست تیری زگرے محمور کا  
 عبرت ال فافے عشق جمیع دور کا  
 فصل انسان کا صریحاً فعل ہی مجبور کا  
 آئی ہیں وہ دیکھنے ہنسا چرخ گور کا  
 قول لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصور کا  
 کر کہ نکی شاخ سے دستہ بنا سا طور کا  
 کام لیتے ہیں ہر رکھک سے ہم صور کا  
 جنگ شاہین ہی کری زہرہ نہیں عصفور کا  
 حکم رکھتا ہی دل دشمن زمین شور کا  
 دم میں کر دوں سینہ دشمن کو گھرنور کا



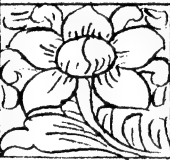
برق حسن بایر کا جلوہ ہر اک پتھر میں ہے

ای اثر ہر گز نہ کرنا قصد کوہ طور کا



ہے غنیمت ساقیا عالم شبِ مہتاب کا  
اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیلاب کا  
سوج میں ہو جا عالم ماہی بڑا آب کا  
ہر ستارہ میں ہے نقشہ دیدہ بیخواب کا  
چشم گریبان میں ہے عالم معدنِ سیلاب کا  
بولندا دریا کنارے رات کو مہرِ خاب کا

چاندنی میں دور ہو جا مہرِ شراب کا  
آتشِ فرقت میں جلنا اس دلِ بیتاب کا  
گرتی بالو کی مچلی کا پڑے دریا میں عکس  
کس کو آے نیند میرے نالہ شبگیر سے  
جوشِ غم میں چلا آتی ہن بیتابانہ اشک  
یاد دلواتا ہے مجھ کو نالہ شبگیر ہجر



سرکشوں کی عاجزی ویسی ہے جیسے اس اثر  
پانویں دیوار کے سر مارنا سیلاب کا



زبانیں صاف عالم ہوزبانِ شمعِ محفل کا  
جو اپنی دل کا پردہ بن گیا ہے پردہ محفل کا  
نیکو نگر طائرِ دلمین ہو عالم مرغِ بسمل کا  
دیکھا ہے طائرِ مضمون تر پناہ مرغِ بسمل کا  
اثر اس کی لب شیریں میں ہے زہرِ لہلہ کا  
جنون انگیزانِ درونِ اصحا و حش کا  
تماشا تیری محفل میں ہو قاتلِ قصہ سن کا

کہوں کہ زخمِ جانان میں فسانہ سوزشِ دل کا  
تصور ہر گھڑی رہتا ہے کس لیلِ شمال کا  
نشانہ ہو گیا ہے نادکِ مژگانِ قاتل کا  
لکھوں گردِ صفِ تیغِ ابروِ خو خوارِ قاتل کا  
فریبِ دلِ نکھاشیریں بانیِ ہما قاتل کا  
حکمر دشتِ غفلت سے تماشا دیکھا مجھ کو  
چھری تھوئی اپنی پھیر سے غیرِ دنگی گردن کا

کہاں بضعہ طاقت کہ جاؤں کو کو جاننا  
اوٹھانا اقم کا مجھ کو طے کرنا ہی منزل کا  
زمین بھی مرغِ بسمل کی طرح ہر دم تڑپتی ہے  
یہی قاصد نشان ہے کو پہ خوزیرِ قاتل کا  
عبث اپنی تجلی پر ہی نازان وادی میں  
ہر اک ذرہ ہر شک طور موٹی ادنیٰ کا



اثر صورتِ رمای کی نہیں شمن کو چھند ہے  
مگر مشکل کشا عقدہ کرین حل میری مشکل کا



فتنہ ز اوس ہو جو تیرا گیسوئے پر خم ہوا  
دست شانہ اویسیا پنجہ مریم ہوا  
کس قدر ساقی تری فرقت ہو دل کو غم ہوا  
جامِ موی اپنی نظر میں دیدہ پر خم ہوا  
زابد ابرو نگون حسر چشم ساقی پر خم ہوا  
میکدہ کر و رور و سجہ میں کعبہ خم ہوا  
شب جو وہ خورشیدِ روا یا نظر بالائی باہم  
ایک عالم کو گمانِ نیرِ اعظم ہوا  
تو بھی ہو جوادِ اعظا جا کر گداوی میکدہ  
جامِ موی جسکو دیا پیرِ مغان نے خم ہوا  
عینِ ستمی میں بھی واعظِ دل مرا غافل بن  
جب لگایا جامِ موی مٹنے سے خیال خم ہوا  
کر دیا ہی کس قدر لاغر جنونِ فوجِ جسم کو  
طوق گردنِ ای پر پرید و حلقہ خاتم ہوا  
رومی آتشناک کسے ہوا سودا عشق  
داغ سوزانِ دلمینِ شکِ نیرِ اعظم ہوا



غم نہ کھا مگر عدو سے گرتے پہنچے گزند  
بتلائی کیدِ شیطان سے اثر آدم ہوا



دامنِ شست کو میں اپنا گریبان سمجھا  
 داغِ ہامی تین سوزان کو چراغان سمجھا  
 ہے بجا گورسہ کو جو شہستان سمجھا  
 گہرنے گہر مسلمان نے مسلمان سمجھا  
 دل ہراک زہ کو خورشید درختان سمجھا  
 ہنہ رضوان کو دیر یار کا دربان سمجھا  
 دشت کو بھی مراد لگو شہ زندان سمجھا  
 دست قاتل کو جو دیکھا تو نکدان سمجھا  
 اپنی ہستی کو عدم کا سر و سامان سمجھا

جوشِ وحشت میں ہر اک کام کو آسان سمجھا  
 شکلِ تکلیف کو بھی عیش کا سامان سمجھا  
 مرگِ زکشمکشِ رنج سے راحت بخشی  
 مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد میں  
 جزوِ کلیدِ وحدت میں ہو جب یکسان  
 بعد مر دن بھی رہا کو پہ جاناں کا خیال  
 وسعتِ شوق جہانگردی وحشت مت پوچھو  
 دلِ مجروح ہے کس درجہ حریریں آزار  
 بحقیقت نظر آئی جو بقائے موہوم



کلر خون کو لکھے اوصاف یہاں تک اثر

جس نے دیکھا مری دیوان کو گلستان سمجھا



کیا دردِ لاعلاج ہے آزارِ عشق کا  
 کب قابلِ سزا ہے گنہگارِ عشق کا  
 روحانیوں سے جب اٹھا ہمارِ عشق کا  
 چھوٹا جہان کو غم سے گرفتارِ عشق کا

چنگا نہو سچ سے بیمارِ عشق کا  
 سُن لو تو یہ جرمِ خدا کو بھی پسند  
 ہم خاکِ یون کے سر پہ بارِ گراں گرا  
 دل دیکھے قیدِ رنج سے آزاد ہو گیا

<p>             دھندھی ٹپے ہین جتنے خریدار حسن تھے              تو ہی بتا کہ کچھ تھے راحت نصیب              آنکھیں بان ہیں حالِ دلِ زار کے لئے              دونوں جہان کو رنج و الم کا ہی نام عشق              ہر سر نہیں جو بارِ محبت اُدھاسکے              ہر دم ہمارے دل سے ہی گلِ رخنو چھوڑ              زاہدِ خدا و عشق کا مفہوم ایک ہے           </p>	<p>             دم سے ہماری گرم تھا بازارِ عشق کا              ای دل ہوا ہی جب سے طلبگارِ عشق کا              لب ہی سے کچھ ضرور ہے اظہارِ عشق کا              ای دل نام لیجو نہ ہر عشق کا              ہر دل نہیں بنا ہی سزاوارِ عشق کا              خون آرزو کا کرتارِ بخارِ عشق کا              مذہب میں اپنے کفر ہے انکارِ عشق کا           </p>
---	---

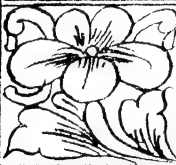


آنکھوں سے خون جو آتا ہے آنسو کیسا سستا  
 کاری لگا ہے دل پہ اثرِ دارِ عشق کا



<p>             شوق لیلیٰ دلِ مجنونین جو کامل ہوتا              زاہدِ پاس جو دہ حورِ شمائل ہوتا              کیوں کسی زہرہ شمائل پہین مال ہوتا              تہِ خنجرِ جو طپان میں دم بسمل ہوتا              جوشِ دشت میں جو جین گریہ پہ پائل ہوتا              مرنبوالا تھا میں ای خضرِ غمِ جانان میں           </p>	<p>             ای چہ حسن کتّانِ پردہِ محل ہوتا              لطفِ جنت مجھے دنیا ہی میں حاصل ہوتا              ہوں فرشتہ کہ اسپرِ حق پہ پائل ہوتا              حشر میں محضِ خونِ دامنِ قاتل ہوتا              دامنِ دشتِ جنوں دامنِ حاصل ہوتا              آبِ حیوان بھی مجھے زہرِ ہلاک ہوتا           </p>
--	--

لذتِ عشق سے انکار نہ رکھتا نادان	مُنہ میں ناصح کی اگر جای زبان ل ہوتا
مردہ مرگ اگر یاسِ مذہبی مجھ کو	ہوں وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا
تیری بیدار سوا رب کوئی نقصان نہوا	ہم خدا تک پہنچتے جو تو عادل ہوتا
صبحِ صیاد نہ کرتا تو خزان کے آئے	رنگِ بربادی گلِ خونِ عنادل ہوتا
شکلِ میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہوئی	ماہِ کامل سیرِ رخسارِ فلک تل ہوتا
خیر گزری نہ ہوئی ہر وفا تم میں بتو	ورنہ کوئی نہیں اُتار کا قایل ہوتا
تیری چہرے کی صفت اور کہانِ آئینہ	مُنہ کی کھاتا جو ترے مُنہ کی مقابل ہوتا
دشت کی سیر تجھے قیسِ مسرّ آئی ہو	ہوتا زندانِ مین تو پابندِ سلاسل ہوتا
وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی	کچھ نہ کچھ ذکرِ عدو نامہ میں شامل ہوتا



مر گیا تیری ہوا میں جو اثرِ خوب ہوا  
آخر اک روز تو اے گلِ وہ تہ گل ہوتا



کارِ گرِ غیر کا ستم نہوا  
ہم پہ کدِ م تر ا ستم نہوا  
غمِ یہی ہے کہ تجھ کو غم نہوا  
شیخِ دیوانہ صنم نہوا

غمِ اوٹھانے سے عشق کم نہوا  
غیرِ کب موردِ کرم نہوا  
اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو  
سنگدل کو نہیں ہر عشق کام



جامِ جم ہے اثرِ ترا دیوان

پھر نہ کہت کہ جامِ جم نہوا

فرشتوں کو شرف کیا کیا نہ پایا

اونہیں پایا مگر تنہا نہ پایا

جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا

وہ زخمی خنجرِ غم کا ہونِ قاتل

ہجومِ غم سے اپنی آہِ دل نے

تری تصویر سے یوسف کی تقوٰ

نہیں ایسا کوئی دائرِ عملِ بین

کیا کن بانوں اے عہدِ جوانی

جب آئے لو ٹکر دشمن کے گھر سے

ہزار افسوس اے غنچہ کہ تو نے

خیالِ دامنِ قاتل سے روکا

نہ کچھ پوچھو خدایٰ کو بہنِ جھوٹے

مری بیتا بیانِ شکرِ شبِ وصل

مگر انسان کا رتبہ نہ پایا

جو یوں پایا تو کیا پایا نہ پایا

جسے پایا ترا دیوانہ پایا

کہ زخمِ دل کو بھی ہنستا نہ پایا

زبانِ تملک آنیکا رستا نہ پایا

ملائی پر ترا نقشہ نہ پایا

کہ جس فیضان کیا اپنا نہ پایا

ترا کوئی نشانِ پا نہ پایا

وہ تھے جیسے اُنہیں ویسا نہ پایا

دہن پایا مگر گویا نہ پایا

مزاہم نے ترپنے کا نہ پایا

بتوں میں ایک کو سچا نہ پایا

عدو نے بھی قمرِ اصالا نہ پایا

ملے رنج و الم حرام و حسرت  
 کمال حسن عارض کو مقابل  
 رمائی پاک۔ بلبیل فی چمن ہیں  
 اتنی کیا مری گم گشتگی ہے  
 خدا کی واسطے قاصد یہ بتلا  
 فلک سو کچھ نہ تھی ملنے کی امید  
 غلط پروازیاں ہیں شاعر کی  
 بہت بازار عالم میں پھرے ہم  
 خدا کو مکر کا رین بیخودی میں  
 جسے دیکھا اوسے دیکھا پرایا  
 جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہے  
 جلی اے شمع لیکن تو فز کچھ بھی  
 نہیں ملتی سبھی نعمت خدا کی  
 رہے محشر میں سر پر او سکا ستا

محبت کر کے پہننے کیا نہ پایا  
 مہ کامل کو بھی پورا نہ پایا  
 جہان تھا آشیان تنکا نہ پایا  
 نہ پایا تو سراغ اپنا نہ پایا  
 مرا خط ادسنے پایا یا نہ پایا  
 یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا  
 دمان یار کو عفت نہ پایا  
 کہیں بھی بے ضرر سوانہ پایا  
 بتو پہننے تمھیں اتنا نہ پایا  
 جسے پایا اوسے اپنا نہ پایا  
 کسی نے ایسا ہمسایہ نہ پایا  
 مزا سوز محبت کا نہ پایا  
 مسیحا نے ید بیضنا نہ پایا  
 کہ جسکے جسم نے سایہ نہ پایا

بہت ہشیار سنئے تھے اثر کو



اہم خواب عدد و نہ تابیان نہ ہوا تھا  
 ای عشق تو جب سلسلہ جہان نہ ہوا تھا  
 کیا روز جزا مانگتا اشر سے جنت  
 کہنے سے عدد کو وہ بنا دشمن جانی  
 ای عشق و نہ تابیان نے قہم خانہ دلین  
 دورات مرے داغ جگر دیکھنے آئے  
 ہے شور زمانہ میں مرے زخم جگر کا  
 جیسا کہ ہوا خانہ دل عشق میں برباد  
 ای چرخ بڑی تری جان پہ گزری  
 کیا داغ محبت کی زلفاں خبر تھی  
 سر توڑ کے دشمن کو تری گھر سے نکالا  
 اسے رشک پر ہی ہوں زادیوانہ نازل  
 یوں آپ کیا کرتے ہیں سارے پلکار  
 اشکو نہ مرے دھرم محبت کہ ہوا جوش

ایسا تو ستم اسے سب ہجران نہ ہوا تھا  
 دل معتقد کیسوئے جانان نہ ہوا تھا  
 زاہد کی طرح میں تو مسلمان نہ ہوا تھا  
 پہلے تو کبھی جان کا خواہاں نہ ہوا تھا  
 اس گھر میں ابھی تک کوئی جہان نہ ہوا تھا  
 ایسا تو کبھی لطف چراغان نہ ہوا تھا  
 یوں صرف نمکدان پہ نمکدان نہ ہوا تھا  
 یوں گھر کسی کبجنت کا دیران نہ ہوا تھا  
 گریہ و مرے نوح کا طوفان نہ ہوا تھا  
 جب مصر میں وارد ہوئے کنگان نہ ہوا تھا  
 فرما دے یہ کام نمایان نہ ہوا تھا  
 او سوقت سلیمان بھی سلیمان نہ ہوا تھا  
 گویا کہ کبھی وصل کا پیمان نہ ہوا تھا  
 زاہد ابھی تر کو شہ داماں نہ ہوا تھا

جو اپنے گناہوں سے پشیمان نہ ہوا تھا  
وہ دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا  
ترخونِ بین ابھی یار کا پیکان نہ ہوا تھا  
آبادِ غزلون سے زبان نہ ہوا تھا

کیا عذر ہے قتل میں لاتا وہ ستمگر  
اللہ کرے خیر بُرا وقت ہوا ہے دل  
کیون چارہ گرد کھینچ لیا جلدِ جگر سے  
آوارہ وحشت تھا میں اس وقت کد قفس

تھا کا فربہ کیش اثر۔ پوچھتے کیا ہو  
کہنے کو مسلمان تھا مسلمان نہ ہوا تھا

ہم پردہ سسہ سے کسی پر نہ ہوا تھا  
ساغر میں میرے بادہ اظہر نہ ہوا تھا  
دنیا میں تو یارب کو می محشر نہ ہوا تھا  
قارون بد انجام نہ نگر نہ ہوا تھا  
زاہدی و محشوق کا نوگر نہ ہوا تھا  
اک جام بھی نہ جھکو تو میسر نہ ہوا تھا  
صبرِ اے طلبِ بین کوئی رہبر نہ ہوا تھا  
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہ ہوا تھا  
اک پر بھی قفس سی کبھی باہر نہ ہوا تھا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہ ہوا تھا  
جب تک کرم ساقے کو نہ ہوا تھا  
کیا جانیں لکھا کرتے تھے کیا کاتبِ مال  
جو حرص کو بندے ہیں غنی ہونہیں سکتے  
جنت کو مرے کیون نہ ہوں تقدیر کے استبا  
خنجاں کئے کئے تہی قاضی محشر؟  
جز خضر منادِ وحشی کو ہمارے  
ناچیز کو افتاد بنانی ہے گرامی  
کیون مجھ سے وفادار سے بدظن ہوا صیبا

اے داویرِ محشر تری احسان کو صدقے  
اے تاجور و تاجورِ عرصہ گیتی  
واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہ ہوا تھا  
دارا نہ ہوا تھا کہ سکندر نہ ہوا تھا

کیون شکوہِ تکلیف اثر لائے زبان پر  
آرام کی خاطر دل مضطرب نہ ہوا تھا

## باب کے موصدہ

دل میں زاہد کربھری ہی ہو سِ جامِ شراب  
محتسب توڑند یوں شیشہ دل بند و کجا  
بزم میں بھرتا ہے چکرِ فرسِ جامِ شراب  
تیزیِ دور کو ہمیز ہے موجِ بادہ  
فصل گل آئی ہوئی پھر ہو سِ جامِ شراب  
ساقیا توبہ سے اب توبہ لگائیں کرنے  
ہے تنک ظرفِ بنیکا لگسِ جامِ شراب  
میکشو چاٹ نہ زاہد کو دلاؤ سِ کی  
دُرد ہو یا کہ ہو خاشاکِ خرسِ جامِ شراب  
ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤنگا  
بانگِ ن کیون نہیں ہوتا جرسِ جامِ شراب  
قافلہ رند و کجا جاتا ہے پُرسیرِ چمن  
زنا ہو کبھی بندِ قفسِ جامِ شراب  
موجِ می دام ہو ڈراؤں سِ تو اری طایرِ دل  
نہیں آتی جو صدایِ جرسِ جامِ شراب  
محتسب باہرنِ قافلہ عیش ہوا

یار مویںے کو کہتا ہے پس پیش نکر  
ای اشتر خوب نہیں پیش پس جام شراب

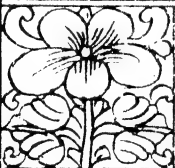
آپ کیوں ہم سے ہیں خفا صاحب	کچھ تو فرمائی خطا صاحب
تاب لائے دل حزن کب تک	ہے ستم کی بھی انتہا صاحب
خون دل جم گیا ہے عاشق کا	نہیں ہاتھوں میں یہ جنا صاحب
سنتے ہی میرے نالہ دل سوز	ہو گئے کیوں چراغ پا صاحب
سمجھیں تب آپ قدر عاشق کی	جب کیسے ہوں مبتلا صاحب
رنج کیا کیا نہیں اُدھائے ہیں	آپ نے کیا اٹھا رکھا صاحب
روبرو میرے کس غرض سے آپ	ذکر کرتے ہیں غیر کا صاحب
ہم نے کب غیر کی شکایت کی	ہمیں غیرت نہیں ہو کیا صاحب
ہم نہ ہوتے تو کیا برا ہوتا	کیون بنایا ہمیں خدا صاحب
غیر سے بھی نہیں غرض تمکو	تم ہو مطلب کو آشنا صاحب
غیر اچھا ہزار بار اچھا	خیر ہم ہی بُرے بھلا صاحب

مر نہ جاتا اشتر تو کیسا کرتا  
غیر سا بیچارہ تھا صاحب

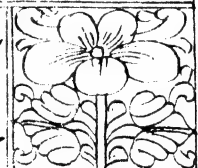
# تائے مشنات

سلامت رہا کون حضرت سلامت  
ولیکن رہے جبکین عزت سلامت  
آہی رہیں تاقیامت سلامت  
رہی ہم سے اونکی عداوت سلامت  
ہمارے خداوند نعمت سلامت  
رہی جب انسان کی صحت سلامت

عجبت ہر یہ شور سلامت سلامت  
نہیں کوئی پروا اگر جان جائے  
توٹے ہے زینت زمین زمان کو  
عدو کیلئے ہر گھڑی کی خلش ہے  
گئے مجھوں بند کی سب خدمتوں کو  
زمانہ کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے



نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی  
ہے جب تک قناعت کی دولت سلامت



گھڑی کو دیکھا کئی بار ساری رات  
نہ پایا دل فی ہمارے قرار ساری رات  
لیا قرار نہ پروانہ دار ساری رات  
اسی طرح پہ رہے اشکبار ساری رات  
جلا کیا یہ دل دعا عزار ساری رات

کیا دل کو رہا انتظار ساری رات  
تڑپ تڑپ کو متناہین کرو تین بد لین  
خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح  
ادھر تو شمع تھی گریبان ادھر تھو ہم گریبان  
بنو چھ سوز جدائی کو بھیسے اسی ہمد

تصورِ گلِ عارضِ مینِ نیند کب آئی  
کھسکتا رہ گیا آنکھوں میںِ خار ساری رات  
خیالِ زلفِ سیمین بہا کئے آنسو  
بندھار ہا میر و دی کا تار ساری رات

نہ پوچھ ہم سے اشتراتِ کسطح کا ٹی  
عجب طرِ حکار ہا انتشار ساری رات

ہوا نزل ہی سودِ دلِ حشرِ دہِ شیدا دست  
یا تھی ہمِ راحتِ گزینِ بسترِ دیبا دست  
عرشِ اعظم کیا ہی پیشِ رتبہ والا دست  
غم نہیں گزشتہ دشمنِ کری تو اوی فلک  
آشنا لبِ کروں کیوں رازِ غمہاں نہاں  
تو جو داعِظِ خوبیِ طوبیٰ بیان کرنے لگا  
جس طرف چاہی نگاہِ شوقِ نظارہ کرے  
بار پایا آج کیا تو نے حریمِ یار میں  
بلبلِ دلِ فرطِ حسرتِ کیوں لاناں رہا  
خانہٴ سینہ میں دل کیوں نہ غم سے بیچھے جا  
بزمِ شامانہ میں اپنا بار پانا تھا محال  
تاقیامت سترِ جانیکا نہیں سودا دست  
یا نصیب پیشِ دشمن ہو گئیں شبِ باد دست  
دل جو کہتے ہیں اہلِ دل ہی ہوا دست  
خاک ہو کر بھی ہمیں ہنسا ہر زیر پا دست  
ابنِ محالِ دلِ سو دافت ہو دلِ انا دست  
پھر گیا اپنی نظر میں قامتِ بالاسی دست  
ششِ جہت میں ہر عیاںِ حسنِ آرا دست  
تھکے آتی ہو مہا بویِ روانِ افرا دست  
برگ گل سی بھی سوا خوشترنگِ بربلا دست  
جب سیرِ محفلِ عدو کو شوقِ بیٹھلا دست  
ہم گدا کسطح ہو تو قابلِ پروا دست

یہ صفائی آدمی کے جسم میں تھی نہیں	نور کو سا پنجر میں کیا ڈھال گئی اعضا کو دست
شاد کیا ہوں رشک سے دیرا پنجر جانکی	مرگ شمن پر وہ فرما زبانی سے مائے دست
عاشق سرباز کو ہونی تین پردای جان	سر کشا دون شوق سے پاؤں اگر کیا دست
روح پر اس سے زیادہ ہونہیں سکتا عذاب	ہمہ دشمن جو مدفن پر گزر فرما دست
دیدہ باطن سے گھر بیٹھے نماش کیجئے	پردہ دل میں نہاں ہے چہرہ زیبای دست
انسان ہر آئینہ جس میں شکل آفتاب	پر تو افکن ہر جمال چہرہ زیبای دست
چشم نظاہر ہوئی ہر روکش صد آئینہ	ہے تماشا گاہ حیرت چہرہ زیبای دست

دار کا طالب نہ ہونا آتش روز جزا	کچھ تو لازم ہے خیال عزت فردای دست
---------------------------------	-----------------------------------

## ثالث

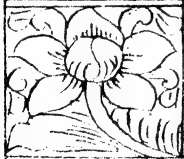
مجھ پر ہے آپ کا عتاب عبت	یہ جفا تین ہیں اے جناب عبت
آتش رویا پر ہم نے	اپنے دل کو کیا کباب عبت
فائدہ کیا ہے بقراری سے	دل کو رہتا ہے انتظار عبت
عشق بیگانگی کا دشمن ہے	مجھے کرتے ہیں حجاب عبت

آنکھیں کرتی ہیں میل خوابِ عبث  
دیدے رکھتے ہیں ہم پُر آبِ عبث  
اب تو کھاتا ہے چیچ و تابِ عبث  
روز جاتے ہیں شیخ و شابِ عبث  
ہم نے ضایع کیا شبابِ عبث  
آج ہے او نکو اجتنابِ عبث  
سر پہ لیتا ہے تو عذابِ عبث  
لوگ کرتے ہیں انتخابِ عبث

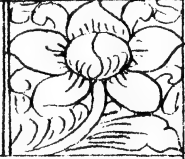
نہیں آنیکی نیند ہجر کی شب  
اپنے رونے پہ یار ہنستا ہے  
پھنکے گیسو میں اسے دلِ نادان  
کیا عدم میں کوئی تماشا ہے  
سمجھے پیری میں یہ کہ صدا فوس  
زاہد و ن کو پڑے گانے سے کام  
غیبتِ موحشان سے اسے واعظ  
منتخب ہیں ہمارے سب شعار



اِر د گرد او سکے گھر کے آپ اثر  
پھرتے ہیں خستہ و خرابِ عبث



## جیم عربی



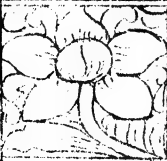
آنسو نکل رہے ہیں بنگِ شرارِ آج  
ہو آبِ آبِ شرم سے ابر بہارِ آج  
پہونچے گا آسمان کو میرا غبارِ آج

کس شعلہ رو کو عشق میں جلاں سبزارِ آج  
اوس گل کی ہجر میں جو ہوں خوننا پلاںِ آج  
مدفن کی سمت آتا ہے وہ شہسوارِ آج



آلودہ خون سو ہے مژہ اشکبار آج  
 او کو ہے دان عدد کا گمراہ انتظار آج  
 جو بن دکھارنا ہے دل و اعذار آج  
 ہے کیا نسیم شانہ کش زلف یار آج  
 ہے روز سیکشی نہیں روز شمار آج  
 لیجا اڑا کیسا تھہ یہ مشت غبار آج  
 گلشن میں کل خزان ہوا گویا بہار آج  
 افلاس میں نہیں ہو کوئی دوستدار آج  
 ہے التہاب میں نفس شعلہ بار آج  
 وہ بت نہو ہماری لئے شرمسار آج  
 ساقی فلک سے ساغر مہ کو اوتار آج  
 خندان برنگ گل ہو چراغ مزار آج

تیرنگاہ کسنے کئے دل کو پار آج  
 آنکھوں میں اشک آ رہی یان بار بار آج  
 رقصان ہو بزم شوق میں طاووس آج  
 آتی ہو بوی مشک جھہ ہر دم دماغ میں  
 ساقی علی الحساب چلے ساغر شراب  
 پہ ہونچا دی میری خاک صبا کو یار تک  
 رنگ جہان کو ایک طرح پر نہیں قرار  
 دولت کیہ مانتھ لیکنے تشریف آشنا  
 کی ہو جو تیز آتش حسرت کو شوق فی  
 خشرم ہن ہم خدا سے کرینگے یہ النجا  
 وہ آفتاب شام سو ہے مایل سزا  
 شاید وہ آکر پھولوں کی چادر چڑھائینگے



کیا تم کو انتظار کیا ہے اسے اثر  
 در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج



میکشور گرز نہو منت کش سہانہ لاج

چشم ساقی کر رہی ہو گردن ستانہ آج

پای تو بہ کر رہا ہے لغزشِ مستان آج	ہر شب مہتاب میں ساقی مہوش جلوہ گر
اؤ کو مسکن کو لٹو ہے گوشہٴ فرانہ آج	قصرِ الیوان جسکے دم سے کل تلک آباد تھو
اپنے کانوں سے راہِ خدیں کا سنتے ہیں افسانہ آج	میں نے دیکھا تھا جنھیں افسانہ سنتے وقتِ خواب
توڑتا ہی دو مہری زنجیریں تڑا دوانہ آج	ای پری زلفِ مسلسل میں مسلسل کراؤ سے
داخلِ کعبہ تھو کل میں ساکنِ تہ خانہ آج	عشق کو بند ہی نہیں رکھتے کسی نہ ہے کام
کل وہی جو آشنا تھو ہو گئی بیگانہ آج	جب زمانہ پھر گیا اجباب دنیا پھر گئے
شمع کی پروا نہیں رکھتا کوئی پروا نہ آج	تو جو ہر رونقِ فروز بزمِ ایو رشکِ قمر

ایک مدت پر اثر وہ بت ہوا ہی مہربان	جا کو مسجد میں ادا کر سجدہ شکرانہ آج
------------------------------------	--------------------------------------

حاصلی
-------

اب دمان ہم ہیں نقشِ پاکِ طرَح	جس گلی میں گئے صبا کی طرَح
غیر ہے نالہ رسا کی طرَح	کیون نہ پہونچی دمان صدا کی طرَح
نہ کہ جو روفا نسا کی طرَح	چاہتے ہو جفا جفا کی طرَح
جسم میں جان ہی ہوا کی طرَح	زندگی ہے جباب کی صورت

غیر لایا ہے وصل کا پیغام  
 اسین عجی کچھ صر رہے اس دعا غلط  
 زلف اُس آفتِ زمانہ کی  
 اوسنے وعدہ دئے کیا نکالی ہی  
 جبکہ تم دل کو مدعا ٹھہرے  
 زندہ در گور ہو رہا ہوں میں  
 وادئی تشنگانِ عشق نہ پوچھ  
 کشتی فقر کے سوار ہیں ہم  
 تیری محفل میں کیوں نہ مرجاتے  
 دو لونِ جانبِ وجود کو جو عدم  
 یوں تو دیکھے بہت ادا دالو  
 کیوں نہ زگس پہ میری آنکھ پڑا  
 عمر بھر کا روانِ عمر کے ساتھ  
 تم پہ عشاق کیوں نہ مرجائیں  
 پیشِ اغیار تیری آنکھو نمین

ہے وفا بھی تری جفا کی طرح  
 ہم جو پیتے ہیں مے دوا کی طرح  
 دل کے پیچھے پڑی بلا کی طرح  
 کرم صبر آزما کی طرح  
 دل میں رہتے ہو مدعا کی طرح  
 ہے بقا بھی مری فنا کی طرح  
 ہے یہ بے آب کر بلا کی طرح  
 ناخدا اپنا ہے خدا کی طرح  
 تھا وعدہ بھی وہاں قضا کی طرح  
 ابتدا بھی ہے انتہا کی طرح  
 ہے زالی تری ادا کی طرح  
 ہے تری چشمِ سرمہ سا کی طرح  
 دلِ نالان رہا دِرا کی طرح  
 ہے تمھاری ادا قضا کی طرح  
 چھپکے رہتے ہیں ہم حیا کی طرح

کشتہ عشق بو تراب ہوں میں  
 رنج کش غمزدہ ستم دیدہ  
 تیرے بیمار غم کے حق میں دوا  
 آسمان تیری در کا سایل ہے  
 اے بتو کبر کرتے ہو بیکار  
 بیدلی ہے فراغ غم کا سبب  
 کسوٹ گل کو چاک کرتی ہے  
 غیر بھی چشم اہل وحدت میں  
 خاک ساری ہے نسخہ اکسیر

خاک اپنی ہے کیمیا کی طرح  
 کون ہے تیرے متلا کی طرح  
 بے اثر ہے مری دعا کی طرح  
 ماہ ہے کا سنہ گدا کی طرح  
 کبر سے ہو گے کبریا کی طرح  
 ہے بغا بھی مجھے وفا کی طرح  
 کیا غضب ہر تری قبا کی طرح  
 نظر آتا ہے آشنا کی طرح  
 بندگی بھی ہے کیمیا کی طرح

کوئی دیکھے کہ رند کیسے ہیں

ہیں اثر یوں تو پارسا کی طرح

اٹکا ہے تجھے کیا دل نادان بُری طرح  
 دل لینے کی نکالی ہو تھنے نئی طرح  
 دل کی کہانی او سکوستنائی کئی طرح  
 لیتا نہیں قرار ذرا بھی کسی طرح

چھٹا نہیں چھوڑا کسی ظالم کسی طرح  
 پہلو میں آکر بیٹھے ہو دوست کی طرح  
 سمجھانے میرے درد کو ظالم کسی طرح  
 سینہ میں دل ہر قطرہ سیما کی طرح

چھوٹا چمن قفس میں پڑی آشیانِ صلا  
 وہ گل کہان چھپا ہو کہ جسکی تلاش میں  
 اہلِ فرنگ نوح کی کشتی بناینگے  
 حسرت بہت ہو کوچہ دلدار کی نسیم  
 جب سے لیا ہو تو نے دل مضطرب مرا  
 کیا پوچھتے ہو سال مری دل کا دوستو  
 ایسا بھی کوئی کرتا ہے اہلِ وفا کیساتھ  
 معلوم ہو تجھ کو کہ دلِ خون شدہ ہو کیا  
 شاعر کو پیش آنی ہیں کیا کیا نہ دقتیں  
 دوستا دی غزل پہ غزل کیا کوئی لکھو  
 شاعر نہیں کہ زورِ طبیعت دکھاؤ نہیں  
 دنیا سے دور گوشتِ عہد میں بھیکر  
 دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوست  
 جھگڑوں یہ شاعر و نگارِ عہدِ بالگ  
 غالب کو ماننا ہوں کہ دوستا دوسرے تھا

بلبل ہوئی اسیرِ خرابی سبھی طرح  
 آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح  
 ردِ آرزو ہے جو دیدہ گریبانِ اسید طرح  
 پہونچا یہ مشت خاکِ مان تک کی طرح  
 تو بھی ہی بقرارِ ستمگر مری طرح  
 تھا جیسا پہلے دشمنِ جان ہے اوس طرح  
 تم ہم سے پیش آئی نہایت بُری طرح  
 ای ابرو کے دیکھ لے دم بھر مری طرح  
 سو من کی ہوتی ہو جو کالی ہوئی طرح  
 دعویٰ ہم ساری نہیں مجھ کو کسی طرح  
 لکھے دو چار شعر ملی جب کبھی طرح  
 اوقات کاٹتا ہوں بھلی یا بُری طرح  
 عادت نہیں کہ چہرِ نگاروں کوئی طرح  
 شاید نہ صلحِ گل کوئی ہو گا مری طرح  
 کافر ہوں اس میں ہو جو تجھے شک کی طرح

لیکن اثر جو دیدہ حق بین سے دیکھئے  
کوئی غل سراسر انہوا تیر کی طرح

## خاسے مجھ

اگر ہو لالہ و گل سے جنون گلستانِ سرخ  
بہار آئی ہو چشمِ خورشیدِ نکو جوش  
خیالِ عارضیِ رنگین میں چشمِ ہینِ خونبار  
وہ سرخ پوش پُرسیر بوستانِ جو گیا  
حنا کارِ رنگِ حجبِ کس طرح رسائی پاسے  
اثر ترے تین رنگین کا جلوہ افگن ہے

ہمارے خونِ کفِ پاسی ہو بیابانِ سرخ  
بزرگِ گلِ ہین مری جیبِ سرخِ دامانِ سرخ  
بزرگِ پنچہِ مرجانِ ہین مری ترکانِ سرخ  
ہر ایک نخل ہو امثلِ نخلِ مرجانِ سرخ  
بزرگِ پنچہِ مرجانِ ہینِ سستِ بلبلانِ سرخ  
لباسِ سرخِ ترا یار ہو دو چندانِ سرخ

تو اپنے دیدہ ترے اثر بہابِ خوں  
بہارِ لالہ و گل سے ہو گلستانِ سرخ

## دال مہملہ

مرے گھر وہ آئے ہیں مدت کے بعد  
سو کس آرزو اور منت کے بعد

مصیبت میں اے دل نہ گھبرائیو	کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کو بعد
جدائی ہے کیا ہی عذاب الیم	قیامت ہو کیا اس قیامت کو بعد
راشع کے گرد دم بھر پتنگ	نہ تھا کچھ بھی جز خاک ساعت کو بعد
خلش کچھ نہ کچھ اونکے دل میں رہی	وہ کیا دوست بنی عداوت کو بعد
ذرا صبر لازم تھا اے کو کہن :	عبث جان دی اتنی محنت کو بعد
ترا عاشق زار آخر سوا	مگر بیوف کس اذیت کے بعد
نہ و وصل کے بعد فرقت نصیب	خدا دے صعوبت نہ راحت کو بعد
نہیں ہم کو معلوم کب وہ گئے	ہوئے ہوش میں اونکی رخصت کو بعد

وہ غیر وئے آخر کنارہ ہوئے	مگر اے اثر کس قیامت کے بعد
---------------------------	----------------------------

ماے ابتک نہیں بھرا قاصد	نہیں معلوم کیا ہوا قاصد
شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو	روز در کار ہے نیا قاصد
جو نہ خط کا کبھی جواب لکھے	بھی چون ایسے کو پاس کیا قاصد
مقدر جلد لایا خط کا جواب	مر جب انم مر جب قاصد
ہمنے جو کچھ ادسے لکھا قاصد	پڑھ کے تجھ کو سنا دیا قاصد

دوہر آزدگی بتائیں کیسا بے سبب وہ ہوا خفا قاصد

ای اثر ہم بھی اوسکے ساتھ چلو  
اپنا خط لیکے جب چلا قاصد

تو نے جب میرا خط دیا قاصد  
بے بڑھے پرزی پرزے کر ڈالا  
گر پڑھا پڑھے رہ گیا خاموش  
گر کہا کچھ تو غیر کیا بولے  
یہ جو بولے تو پھر وہ کچھ بولا  
گر نہیں چپ رہا تو پھر تو نے  
آخر امر کیسا مجھے کہہ کر پڑ  
ای اثر بات بھی ہو کہنہ کی

لیکے خط اوسنے کیا کیا قاصد  
یا ستم گار نے پڑھا قاصد  
یا مرے حق میں کچھ کہا قاصد  
غیر بولے تو بولے کیا قاصد  
یا اونہیں سنکے چپ قاصد  
اوسکو کیا بولے سنا قاصد  
اوسنے رخصت تجھے کیا قاصد  
تو کرے اپنے منہ کو وا قاصد

ہیں یہ سب بوجھ مات لایینی  
کیا کہے دان کا ماجرا قاصد

رام مہملہ



کھلتی نہیں زبان دہن یار دیکھ کر	چپ ہو گیا ہوں عالم اسرار دیکھ کر
موسیٰ نہ لائے تاب رخ یار دیکھ کر	ناز ان ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھ کر
سیری نہیں نصیب ہمیں تیری دید	پھر تجھ کو دیکھ لیتی ہیں ہر بار دیکھ کر
ہمراہ شمع خوب ہی کعبہ چلے تھے ہم	رستے میں رہ گئے درخسار دیکھ کر
کیا کیا ہوا نہ گرم نگہبانِ قصر یار	ٹھہرے ذرا جو سایہ دیوار دیکھ کر
مجنون نے ہم سے دشت میں دامِ شکاریا	تن کو ہمارے خار سے بھی زار دیکھ کر
کہتا ہے کوئی گبرِ مسلمان کوئی یہین	گردن میں ساتھ سب کے زنا ر دیکھ کر
کیا آئے مار و خوف کو اٹھتا نہیں قدم	لرزان ہو حشر یار کی رفتار دیکھ کر
لیتے ہیں اپنی باتھ میں جب زلفِ یار ہم	کیا پیچ و تاب کھاتی ہیں غیار دیکھ کر
کیا کیا مجھے سنا تو ہیں ہلن ترائیاں	مثلِ کلیم طالب دیدار دیکھ کر
جوشِ جنون نے راہ کو ہموار کر دیا	وحشت تھی دل کو دادی پُرخار دیکھ کر

پھر دل کو ذوقِ لذت ایذا ہوا اثر	پھر دل کو ذوقِ لذت ایذا ہوا اثر
اوس دشکن کو درپے آزار دیکھ کر	اوس دشکن کو درپے آزار دیکھ کر

شبِ فرقت بسر کریں کیونکر	نہ کئے تو سحر کریں کیونکر
ادنیٰ تیغِ ٹھہر کا مارا ہوں	میری جانب نظر کریں کیونکر

کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے	اونکو اپنی خبر کریں کیونکر
عشق خوبان کا ترک کرنا صح	ہے تو اچھا مگر کریں کیونکر
دل پہ پھینچی ہے یار کی تصویر	اوس پہ ظاہر نہ کریں کیونکر
تجھ کو بھیجیں جہان جانا کا خوف	کام یہ نامہ بر کریں کیونکر
کچھ گمان اور ہونہ بلب کو	آنکھیں گلشن میں تر کریں کیونکر

گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے	ادس کا شکوہ اثر کریں کیونکر
---------------------------	-----------------------------

کیا بتاؤں اثر کہاں ہو گھر	جہاں رہتا نہیں مان ہو گھر
بیلو گل سے شوخیان کر لو	آج کجغت باغبان ہو گھر

کیا یہاں کر رہا ہے غربت میں	چل و مان اے اثر جہاں ہو گھر
-----------------------------	-----------------------------

شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر	سیلی کوئی دن دادی مجنون میں گزر کر
واقع نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہی مر کر	جاتا ہے کہاں آدمی دنیا سے گزر کر
نادان تجھے دنیا میں ہمیشہ نہیں سنا	یہ عمر دور درازہ کوئی صورت سے بر کر
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی پھٹتا ہی کلیجا	لٹہ زبان بند تو ای مرغ سحر کر

تا داشت کو خون کف پاسو کر و گلزار  
مجنون کو صبا آمد لیلے اسی خبر کر

ہم بزمی اغیار اثر خوب نہیں ہے  
ہوئی ہی بڑی صحبت نا جنس حذر کر

پھر مژد دل کو ہوئی وحشت بیابان دیکھ کر  
درسم دبرسم ہوئی یکسر مرے ہوش خرد  
دشت ہوا من کشیدہ میر جسم زار سحر  
کشتہ شمع حینان جانتی ہیں سب مجھے  
ابری آیا تری گیسو شبنم کا خیال  
کچھ لب اعجاز سے فرما تو ای رشک مسج  
نقش پرداز ازل کو دست قدرت چو  
وحشت دل کا سبب مکر ارباب حیان  
بیقراری سے نہیں پاتا کوئی پہلو قرار  
صبر کر تو مصر میں ہو نیکو ہی ہر دل عزیز  
بتکہ ہو کر جو مسجد میں گزر کرتا ہو غین  
بل بلانہ دیدہ خون تابہ افشاں کی بہار

تلو کھجلا لنگے خار مغیلان دیکھ کر  
ای پری پیکر تری زلف پریشان دیکھ کر  
خاک کھاتو میں مجھے خار مغیلان دیکھ کر  
سبزہ تربت مراد قیغ الا ان دیکھ کر  
رو دی روشن باد آیا ماہ تابان دیکھ کر  
چپ ہن عینی صورت بیمار حیران دیکھ کر  
ایک عالم ہو ہے تصویر جانان دیکھ کر  
منزلوں ہم بھاگتی ہیں شکل انسان دیکھ کر  
گوہر غلطان ہوا ہوں تیرے دندان دیکھ کر  
یوسف کنعان نہ گھبرا شکل زندان دیکھ کر  
جانتا ہی گبر مجھ کو ہر مسلمان دیکھ کر  
پانی پانی ہو گیا ابر بہار ان دیکھ کر

کس قدر ہوا پندل کو لذت ایذا کا شوق  
 ہر قسم کا منہ نکا کرتا ہوں شکلِ آئینہ  
 جذبہ شوقِ شہادت کا اثر ہر گہنہ  
 مایہ ہمدردی جان ہر دردِ اہل درد  
 برقِ مہی ہر بڑھادل کی طپشِ سائین  
 کیون نہیں ہو تو تم اپنی زلفِ سیا چال  
 شامِ فرقت میں نظر آتی ہیں تارِ چشمِ غول  
 زخمِ حسرت دل پہ کھا کر بلبلینِ بیدم ہوئیں  
 آرزو لا کھوں ہوں جس دل میں ان ہو بچوں  
 کیون ایسے سردوان ہو صیدِ امفتش پا  
 دشت کو بھاگتے ہم مفتوحِ چشمِ یار ہو  
 ہر روش پر کبک قمریٰ ڈر کھو ہیں پزل  
 کیا سما نیکی نظر میں باغِ رضوان کی بہا  
 آفتابِ حشر کو کہہ دو کہ ہو ذہِ چند گرم  
 ہونہ بدظن ہم سے ایسی صیاد جاتی ہے بہا

زخموں کو منہ کھل پڑی قاتلِ نمکدانِ بیکھر  
 رہتے ہیں حیران مجھے گہر و مسلمانِ بیکھر  
 سر جھکا جاتا ہے قاتلِ تیغِ برانِ بیکھر  
 ہر بجائے ہو جو نالانِ دل کو نالانِ بیکھر  
 جوشِ پرستی ہیں آنکھیں زور بارانِ بیکھر  
 پوچھتے ہو مجھے کیا مجھ کو پریشانِ بیکھر  
 آج دل بیتاب ہے وحشتِ کساں کے بیکھر  
 خاک میں گل مل گئے قاتلِ کلاہانِ بیکھر  
 رو دو یا تقدیر کو مجھ کو پڑا مانِ بیکھر  
 تیرا اندازِ روش کبکِ خرا مانِ بیکھر  
 اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالانِ بیکھر  
 پانوں رکھنا باغ میں سر و خرا مانِ بیکھر  
 ہم کہاں جا لیں الہی کو ی جانانِ بیکھر  
 جاتی ہیں حشر میں ہم دلِ غِ غزبانِ بیکھر  
 پھر نفس میں آئینے گلستانِ بیکھر

کیا حقیقت ہے عدوی دہ تو اک دباہ ہے دُم دبا تو ہیں ہمیں شیر نستان دیکھ کر

تاب کیا لاتا کلام برق دکائی اسی اثر ہو گیا فی النار اسدا پنا دیوان بچھ کر

ہے سرو کہان قامت جہان کو نرا تری بھی نہیں ہو دل نالان کو برابر

کب گل ہو تری عارض خندان کو برابر سنبل بھی نہیں زلف پریشانگی برابر

اک رات بھی آرام سوا سوا ماہ نگرزی سہتے رہی صدے شب ہجرانکے برابر

اسی حور لقائیری زیارت کے لئے آ روضہ ہو مار و منہ رضوا سنگ برابر

ہنس ہنس کے لگائی ہو جوا دشمنی تو ہر زخم بدن ہو گل خندان کے برابر

ہو عشق مجھے مصحف رخسار ستم سے زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کے برابر

اسی آتش فرقت نفس سرو جو کھینچون ہو موسم گرما بھی رستان کو برابر

درکار ہے شمشیر کرم قتل عدو کو سینفی کا عمل بھی نہیں احسان کو برابر

عشاق کو دل چشم سے رہ خستہ کافرنے کئے خون مسلمانکے برابر

قاتل مرے زخموں پہ یہاں تک ہو نگریز ہر زخم نمک سی ہو نمک دانکے برابر

کافر ہوں اگر ماتی ہو کچھ روح کو راحت دنیا ہو مرے واسطے زندانکے برابر

میت کٹی خنجر کی حاجت نہیں دل کو لب یار کو ہیں چشمہ حیا انکے برابر

سردی کو حاضر ہیں تری سر کی قسم ہم	ای جان ہمیں سرتیرا ہی قرآن کو برابر
فردا ہی قیامت سو ڈرون کس لئے زلہ	کیا روز جزا ہو شب ہجران کے برابر
ای گل ہو تیری عزت و توقیر دور وزہ	گلشن میں سمجھ آپ کو مہمان کو برابر
کیا ایسے مسلمان کو مسلمان ہو کوئی	جب تک کہ مسلمان نہ ہو مسلمان کو برابر
یار اپنا اگر روزِ ن دیوار سے جھانکے	ہر ذرہ بنے مہر درخشان کے برابر
آرام ملا بعد فنا فضل خدا سے	ہے گورسیہ مجھ کو شبستان کو برابر
جب داوڑ محشر کو دکھانا ہو رحیمی	زائد کی ہر طاعت مر و عصیان کو برابر

گر جان بھی جاسیگی تو ایمان کی کہیں گے	ہوتی ہو اثر جان بھی ایمان کے برابر
---------------------------------------	------------------------------------

پڑ گئی شب کیا نظر مہ کی رخ دلدار پر	چاندنی تھی عشق میں تا وقت سحر دیوار پر
نہری ہی عاشق نہیں ہی قامتِ دلدار پر	لبک بھی دیتی ہیں جان دوس سر و خوش فضا پر
ہو دل نادان نہ مایل برومخسار پر	منہ کی کھاؤ گی جو گری اس خنجر خونخوار پر
نا توانی کا ہو احسان میر کو جسم زار پر	بام پر پہو پنچا میں چڑھ کر سایہ دیوار پر
شب جو آنکھیں پڑ گئی زلف سیاہ پار پر	تار سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر
ضل گل میں یہ ہجوم لالہ ایو شیر نہین	داغ خون کو کن ہیں دامن کہسار پر

اوس فرنگن اد کو حال دل سوزان لکھون  
 زاهد دیکھے سر جھکے ہیں بہر طاعت و صنم  
 میں جو لکھتا ہوں غزل و صافچم پائیں  
 تیر کو چہ میں جو ٹھہرا استراحت کیلئے  
 ظالمون کو شادمان رکھتا ہوں چرخ ظلم و  
 میری مژگان پر نہیں اشک ہیں تیر حضور  
 قیس لیلیٰ کی نہیں لباس زماؤں میں تیر  
 چشم کی گردش جو شمشیر نگہ کو ہر فسان  
 کعبہ سجدہ میں ہو جیسے روبرو سیکدہ  
 بلبلی شیدا تو اپنی عشق کی تاثیر دیکھ  
 رفتہ رفتہ خاکسار و نکو ہو اگر تار و اوج  
 خرمن ہستی عدا کو جلا دیتا ہوں میں  
 قدردان ہوتا تو کرا تا قدردانی سنو شار  
 رات بھر رہتے ہیں عاشق چشم کو کب کی طرح  
 دیکھ کر گل پر سن کیا کیا جوان جا بے ز

نہ ہوا بے ز

بہر خامہ دی مجھے لا کر جو موسیقار پر  
 طاق کعبہ کا ہے عالم ابرو و خمدار پر  
 اہل سفین صفا کر تو ہیں مری اشعار پر  
 سروای بہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر  
 خندہ ہی آیا نظر ہر دم لب سو فار پر  
 سامن خورشید کو ز لڑان شجر بنم خار پر  
 عاشق و معشوق سب مری ہیں میری یار پر  
 بازو کی حاجت نہیں قابل تری تلوار پر  
 ابرو و خمداریوں ہر چشم مست یار پر  
 گل ہنس کر تو ہیں تیرے نالہ ہا زار پر  
 سایہ چڑھ جاتا نہیں اکبار کی دیوار پر  
 ہے گمان برق میری آہ آتشبار پر  
 آسمان عقدِ ثریا کھلک گوہر بار پر  
 آنکھ کھول اعتبار وعدہ دیدار پر  
 ہیں گریبان چاک تیری ٹہنی دستار پر

ہمسے رند و نکو جهان ہو حضرت واعظ کا	ایسی جنت دار پھینکیں خانہ خمار پر
یاں ہوا کرتا ہی سودا نقد جانکا گھر گھڑی	فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر
گردش یام سوا غافل و ڈرتے رہو	اعتماد اصلا نہیں اس گنبدِ دوآر پر
ہوں نواسخ گلستانِ علی مرتضیٰ	فوق ہو بھگونہ کیونکر بلبل گلزار پر
پاسلِ پواد کیا ہو جو کردن او نہ نثار	جان و دل قربان ہیں آں اجمِ مختار پر
داسلِ ناسِ مہرِ سالت کا ہی میری ماتھ میں	آسمانِ صدق ہو جسکے گنبدِ دستار پر



آسرا ہم اور کوی ای اثر رکھتے نہیں  
صرف تکیہ ہے جنابِ حیدرِ کرار پر



## راے منقوطہ



وصل کی شب میں ہو یون مرغِ سحر کی آواز	جسطح ہو ملک الموت کی پر کی آواز
فصل گل باؤ دلاتا ہے خزاں کا موسم	حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز
شام ہی سو تھا شبِ وصل میں نالائقی	آج آتی نہیں کیون مرغِ سحر کی آواز
ایتوبیری میں ہیں اس طرح ہمارے نالے	صبحِ مہجے کہ ہو کوس سفر کی آواز
ہاتھ ٹوٹیں ترے گھر خیال یکجا بنو اے	یار پہلو سے اٹھا سنے گجر کی آواز



خانہ یارین کیا غیر ہین سرگرم کلام	آتی ہو خلد سو کیون اہل سقر کی آواز
کب تلک تملو پکار کرین یارانِ عدم	کیا اُدھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز
نوک دم بھاگے جو میدانِ سخن ہو اعلیٰ	دادا جوابِ نودی طبلِ ظفر کی آواز

تھوڑی شب ہوتی ہو کر غمِ فغان تھا کوئی	ہونہو تھی وہ شرربار اثر کی آواز
<h1>سین مہل</h1>	

جب سیم صبح کہتی ہو کہ اسی مرغِ قفس	جوشِ پُرفیض بہاری ہو چمنِ ہین س بر
کیا تنہا گیرِ گلشن کی تر جوی میں نہیں	کیا تری دلیں نہیں ہوتی رامی کی ہو تر
اوس تب دکر یہ کہتا ہوں کہ اسی بادِ صبا	ہوں گرفتارِ قفس چلتا نہیں کچھ اپنا سر
دور از گلشن فتادہ در ہوا کی دیدِ گل	دستِ حسرت لُختہ لُختہ میرِ نم ہچھو مگس
ہر دم وہ لُختہ گریہ یکدم در شوقِ او	اشکِ غم از چشمِ تر جارتی چون رود اس
جب قلقِ بڑھتا ہوا بنودل کو کہتا ہوں	گیرِ گلشن کے لئے اتنا نہ اسی نادان سر
پانہادن در رہ پر خارِ حسرتِ الہی	چون بدامانِ گلِ مطلب نباشد دسترس
ایسی ہین جز تحمل اور کچھ چارہ نہیں	فائدہ فریادِ سو کیا جب نہ ہو فریادِ رس

ہو اسیری میں اثر و در زبان قبول رند  
دل گرفتہ ہوں مجھے یکسان ہو گلزارِ قفس

یار کیونکر نہ ہے غیر دلِ نزار کے پاس  
ہے زلِ چہرہ ہمتاب کا پہلو دابے  
دیکھ کر ایلِ بیدار تجھے اے ظالم  
ہیں جو غورِ شید قیامت کو نمودِ وزن  
جان دی دیا گھٹک کر ہو گلشنِ مین  
ہم سو آزدہ تم ای شیخ و برہمن کون ہو  
اوڑتی ناگنِ گلماں ہوتا ہی ڈرجاتا ہوں  
مذہبِ عشق میں تخصیص نہیں صحبت کی  
کس خرابی سے اگر پہونچے بھی گرتی رپٹے  
جب مری پاس نہیں میری لہو یکسان  
حرکت میں ہر گ شوقِ شہادت میری  
قتل میں دیر نہ کر کھینچ کر سے تلوار ۛ

گل کو فطرت نے جگہ دی ہو سرِ خار کو پاس  
نقطہ خال ہو یا عارضِ دلدار کو پاس  
عذر کوئی نہ رہا تیرے گنہگار کو پاس  
سایہ دیکھنا کبھی یار کی دیوار کو پاس  
پھول صیاد نہ رکھ مرغِ گرفتار کے پاس  
دیکھ لو سبجہ بھی گردن میں ہر نزار کو پاس  
زلفِ آبی ہو ہوا سی جو رخِ یار کو پاس  
کبھی زاہد کو قرین ہوں کبھی میخوار کو پاس  
گر پڑے صورتِ دیوار درِ یار کو پاس  
ساتھ دشن میں کو ہوں آپ کہ دو چار کو پاس  
سر جھکاؤ جو کھڑا ہوں تری تلوار کو پاس  
یا مجھے بھیج دے جلا دجھا کار کو پاس

چشمِ بیمار کیسی جو اثر یاد آئی ۛ

ہم اعادت کو گئے نرگس بیمار کو پاس

حسرت سولین ماتم ہم ای بار صد افسوس  
نکلی نہ تمناے دل زار صد افسوس  
تو بھی نہ جیا ہجر کا بیمار صد افسوس  
تم آئے مری دید کو بیکار صد افسوس  
نکلی نہ کمر سے تری تلوار صد افسوس  
تم کام وہی کرتے ہو ہر بار صد افسوس  
رہتا ہی مری در پے آزار صد افسوس  
ای یار بُری ہو تری رفقا صد افسوس

ما تھو نین تری ماتم لیں اغیار صد افسوس  
تو مجھ کو رہا بر سر انکار صد افسوس  
عیسیٰ بھی مداد ا کے لئے آنکھ سے  
کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے  
کس شوق سے ہم سر کو جھکاؤ ہو قاتل  
جس کو کہہ ہیں اہل جہان تمکو ستمگر  
اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ  
لگ جابی نہ تھو کر کہیں دشمن کی لحد کو

کھڑکی سے ذرا دیکھ اثر مر گیا شاید  
اک لاش پڑی ہو پس دیوار صد افسوس

## شین معجبہ

تمہاری ناخوشی میں ہو خدا خوش  
بہت تو زنجیر و نگو کیا خوش

نہیں کچھ غم بتو تم ہو جو ناخوش  
خدا آباد رکھے ای شہ حسن

صداسکر ہاری دہ ہوا خوش  
 رہے دہ خوش جسے رکھو خا خوش  
 دہ خوش کس سے کس سے دہ نا خوش  
 خدا خوش مصطفیٰ خوش متضو خوش  
 کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش  
 کیا تھے ہمیں بڑا تنہا خوش  
 نہورنگ چمن پر پی صبا خوش  
 الہی رکھا دھنیں جگ بین ہا خوش

فقیری ہمیں آخر کام آیا ۛ  
 تو کیا تم رکھو گے خوش کسی کو  
 نہیں معلوم کچھ مرضی مولے  
 مبارک ہو خوشی او سکو کہ جس سے  
 رقیب آیا ہے لیکر نامہ یار  
 عدو کے سامنے کی پرستش حال  
 کوئی دم کا ہے مہمان موسم گل  
 مرے غمخوار ہیں لقمان حیدر

یہ دنیا اسے اتر دار المحن ہے

کوئی خوش یاب نہیں سب ہی بنی نازش

## صاد مہمل

اپنی سینہ میں لگا دل کرنی مینا بانہ رقص  
 ہاتھ میں لاد سکے نکر تا سبھ صد وائے رقص  
 شمع ای گلرو درگی صورت پر وائے رقص

دیکھ کر اوس شوخ کا غل میں شوقانہ رقص  
 گریبان مست کو زائد نکر تادل میں یاد  
 دست رنگین سے اگر تو نہ لیا گل زم زمین

صاحبِ عقل و خرد کو ہوش کو چکر میں لگا	ای فرنگن زادہ عقل میں ترا سنا نہ قص
مستی توحید اپنی گرد کھائیں ہم تجھ	وجد میں آکر کرے ای رب ہمیں تجا نہ قص
تیری آمد کی خبر ساقی جو پہونچی بزم میں	شیشہ فہقہ کرا دھاکرے لگا بیما نہ قص
مستی محبت جو اداس کی جوش پڑا سہی	اگر دبا دون کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ قص
تو اگر جاؤ گلستان کو کہ آئی بزم میں	اگر توہن تیری خوشی میں ملبل پروانہ قص

جنش پایار کی کرتی ہو خون اہل بزم	ای اثر کیونکر نہ کہی اسکو سفاکانہ قص
----------------------------------	--------------------------------------

صاد مجملہ
-----------

عاشقوں کو دعا عطا کیا باغ وضو انسی غرض	روح کو بعد فنا ہی کو یو جانا نسے غرض
دشت و صحرا چاہے کوہ و بیابان چٹا	کیا مری دشت زدہ دل کو گلستان سی غرض
پھر مری دل کو ہوا ہی لذت انداز کا شوق	پھر میں رکھتا ہوں کیسی نوک مرگانی غرض
کیا وطن کی آرزو مری دل نالاں کو ہو	کب سناؤں کو کہ کھتی ہو نیتا نسے غرض
ہیں لب جان بخش جانان چشمہ آب حیات	ہو مبارک خضر تم کو آب حیوانی غرض
موت ممل گل ہو کہ ہو عہد خزان ای ہم صفر	ہم سیرانِ قص کو کیا گلستان سی غرض

مین مومن بیمار محبت مجھ کو در مانسے غرض  
 سور میں لیکن نہیں کہتے سلیمان سے غرض  
 ہم فقیر و نکو نہیں لویاں وستانسے غرض  
 کافر عشق صنم کو دین ایمان سے غرض  
 نامسلمان کو نہیں ہوتی مسلمان سے غرض  
 در نہ انسان کو ہو اگر تو ہی انسان سے غرض  
 ہو دل غناک کو گیسوی جانان سے غرض  
 ہندو کو کفر آشنا رکھتا ہی قرآن سے غرض  
 رحمت حق کیوں نہ رکھے اہل عصیان سے غرض  
 مصر میں باقی رہی یوسف کو کنعان سے غرض  
 مردم دہقان عبت رکھتا ہی باران سے غرض  
 ہوتی ہی پر دانہ کو شمع فروزان سے غرض

تجھ کو ایو شکسچا چھوڑ کر جاؤں کہاں  
 اہل دولت سے ہیں تغنی تری در کے فقیر  
 زندگی کرتے ہیں میدا نہیں کبھی زیر شجر  
 کیوں دتیری عبت کرتا ہی و اعظیل و قاف  
 او سکی چشم کفر پر کو ہو کیا پروا دل  
 زامہ جنبہ طلب کو آدمی سے ہی گریز  
 سینہ شانہ کی صورت ہو رہا ہی چاک چاک  
 پاس تیری عارض روشن کو خیال سیما  
 اہل عصیان سے ہو اہی رحمت حق کو ظہور  
 پا کو ثروت گھر نہ بھولا آدمی پردیس میں  
 کہد و میری چشم تر لیجا ہی اپنی کشت میں  
 پھر کہاں عاشق فروغ حسن بزاہل ہوا



سر جھکے شوق شہادت میں کیونکر ایو اثر  
 گردن خم گشتہ کو ہی تیغ جانان سے غرض



# طا کے مہملہ

شوق میں ہم تو لکھیں تو بار خط  
 کب پہونچے دیو میں اغیار خط  
 ایک بھی ہم کو نہ بھیجے یار خط  
 لکھتے ہیں ہم یار کو بیکار خط  
 غیر پڑھتے ہیں سر بازار خط  
 ہو گیا بیزار پڑھ کر یار خط  
 نکلا آخر بر سر رخسار خط  
 جاے لیکر مرغ آتشخوار خط  
 پھینک دیتا ہے پس دیوار خط  
 ڈر یہی ہے پڑھ نہ لین اغیار خط  
 روز لکھتے ہیں اوس دو چار خط  
 لیچلا رکھ کر تم دستار خط  
 لکھ نہیں سکتا ترابیار خط  
 لائے یارب قاصدِ دلدار خط  
 دے اگر اوس پر تری تلوار خط  
 اوس کے کوچہ میں ہوا کاغذ کا ڈھیر  
 راز دل کیونکر لکھیں ہم یار کو  
 ایک کا بھی تو کبھی دیگا جواب  
 جانتا ہے سر برابر نامہ راز  
 تار سطر ہو گئی ہیں انگلیاں  
 یہ دعا رستی ہے ہر دم ہجر میں  
 پھر نہ دکھلاے کہیں گردنِ عدو

لکھتے ہیں یوں خطا دے رہے ہیں	جس طرح لکھے کوئی میخوار خط
غیر کو لکھے ہیں زہریلے کلام	جائے قاصد لیکے جائے مار خط
تو نہیں لکھتا کلام التیام	کیا لکھیں تیرے جگر افکار خط
اک قلم پایا نہیں کوئی جواب	بھیجے پہننے کتنے نامے تار خط
بڑھ گئی سبزہ سوس گلشن کی بہار	جلوہ فرما ہے سر رخسار خط

شرح غم سے مثل نائغ ادا تر	ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط
---------------------------	-----------------------------

## طاہرے معجزے

تیرے بچنے نے کیا مجھ کو تہی سوا عظم	اثر و عظم ہو خاک نہ دل پر واعظ
دیکھ ہو شیار ہو غصہ میں کریں ہاتھ نہ بٹا	رند تجھے نظر آتے ہیں مکدر واعظ
ذکر حور این ہستی کا ذرا چھیر تو دے	ابھی میخانہ سے ہم آئے ہیں بکیر واعظ
اس توقع پہ کہ جنت میں ہیں جو کی نہیں	تارک بادہ کشی کوئی ہو کیونکر واعظ
مے کا کیا ذکر کرے اب بھی تو ادب نہ حرام	رند شامت سے جو مہمان ہوں تیرے گھر واعظ
گھوم پھر کر جو سنا تا ہی نہیں حور و نکلی	موجنت سے تری سر میں ہے چکر واعظ



نہ ڈرائش دوزخ سے اثر کو نادان

وہ تو ہے سید و مباح پیمبر واعظ

## عین مہملہ

رہرو کی کیون نہ یار سہو نہن کو اطلاع  
راکب کی ورنہ ہوتی ہو تو سن کو اطلاع  
اب تک نہیں ہوا سکی برہن کو اطلاع  
ہوتی جو قید چاہ کی بیزن کو اطلاع  
پہونچی نہیں ہو برق کی خرمن کو اطلاع  
اسکی نہیں ہو بلبیل گلشن کو اطلاع  
اسکی نہ پا کو اسکی نہ گردن کو اطلاع  
سنبل کو ہر خبر نہ ہو سوسن کو اطلاع  
اسکی نہیں ہو یار کے جو بن کو اطلاع  
ہوتی جو اپنی حال ہی دشمن کو اطلاع

سہو تیرے آتے جان کی دشمن کو اطلاع  
ایو واجب کہ جان کی نہیں کو اطلاع  
اصنام دیر کلمہ لوحید پڑھتے ہیں  
لیتا کبھی نہ قائم منیرہ کی چہاہ کا  
واقعہ نہیں ہیں آہ شر بار سیر قیب  
زور چاہ دن میں فصل بہاری کا کو سچ ہے  
سرسر ار کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر  
نرسی ملی ہی بال سوار کہین یار نے  
کیا فتنے اوٹھ رہی ہیں زمانہ میں ہر طرف  
روتا ہمارے واسطے وہ دوست کی طرح

سینہ کو چاک کر کے اثر کیا دکھائے

ہے داغ دل سودا دس مہر روشن کو اطلاع

رہتے تھے جن میں پریشان جمع  
کیون نہو خاطر پریشان جمع  
شب تہہ میں ہیں ماہتابی پر  
جام دینا دمی بہ جو بن ہے  
ہنیں حلقہ کئے ہیں تجھ کو حسین  
کیا خدائی بتوں نے دکھ لائی  
زخم دلی خبر جو لیتا ہوا  
ہم سے کیا پوچھو ہوا صاحب  
چشم بد و زبرم میں خوش چشم  
جب سودا و زلف یار ہوا  
اے فلک اب وہاں ہیں جمع  
آج ہیں بخوری کوساں جمع  
ساتی و مطرب خوش الحان جمع  
میکشی کو ہوئی ہیں خواب جمع  
تاری ہیں گرداء تابان جمع  
ہیں ستم خانہ میں مسلمان جمع  
پہلے کر لیجئے نمکدان جمع  
دل میں ہیں ہر طرحے ارمان جمع  
آج ہیں صورت غزالان جمع  
نہوئی خاطر پریشان جمع

اے آئینہ گویا ہی پریشانی

ہو گیا تھ بھی اپنا دیوان جمع

عین مجھ

کیا کہوں کس قدر اٹھاؤ داغ	دل بنا تھا مگر برائے داغ
ہجرین گر چہ مینے کھائی داغ	دشمنوں سے مگر چھپائی داغ
داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے	تجھے کیا کیا فلک نہ پائی داغ
او طیبو تمہیں نہیں معلوم	مرسم وصل ہو دوائے داغ
داغ تازہ کہان جگہ پائین	اب نہیں دل میں اور جاؤ داغ
گل سمجھ کوہ دیکھنے آیا :	کیون دلا کچھ تو کام آئی داغ

ہے اثر کی دعا ہی کہ خدا  
دوستوں کا نہیں دکھائی داغ

روشن کوئی کرے نہ کرے گور پر چراغ	کنج لحد میں ہیں مری داغ جگر چراغ
بلبل کا ہو جو ہم ہمارے سزا پر	وہ گل صبا بے ماتھے سوا پیرا چراغ
یون تیری روز بروز نظر آتا ہے آفتاب	بے نور جیسے ہوتا ہے وقت سحر چراغ
اوڑ کر پہنچتا اس گل خنداں کو روزِ بد	بلبل کی طرح رکھتا اگر بال پر چراغ
جلتا ہے ساتھ ساتھ شبِ ہجر باریں	کیونکر جلے نہ میری طرح رات بھر چراغ
رکھتا ہے کو لگی کسی شعلہ عذار سے	بیوجہ رات بھر نہیں دھنسا ہے سحر چراغ
ہے میرے روز وصل سے روزِ عداوت	شب کی طرح جلایں نہ کیوں اپنی گھر چراغ

جنگِ اُحد کی رات عبادت میں کر بسر	نادان جلا آتین درود پو اُپر چراغ
ہم اپنوداغ دل کی طرف کر آہن گاہ	جسم کی گوریہ آہ نظر چراغ
بادِ سموم مرگ و جان کو نہیں گریز	دست ہو اسی پانہیں سکتا مفرح راغ

موسن کی طرح سوزِ جدائی سے ادا اثر	جلتے ہیں تابِ صبح ادھر سے ادھر چراغ
-----------------------------------	-------------------------------------

دین
-----

پھر چلے ہم جوشِ وحشت میں بیاں کی طرف	پانوں پھر اٹھنے لگے خاموشی کی طرف
پھر جنوں نے سرا دھیا پھر وحشی و تہوی	ہاتھ پھر بڑھنے لگے جیت گریبا کی طرف
پھر تصویر میں کسیکے ابرو کی خمار کے	اپنا سر جھکنے لگا شمشیرِ بران کی طرف
پھر دہی سودا ہوا گیسو و جانا کا ہمیں	سیر کو جان لگی پھر نبستان کی طرف
یاد پھر آئی کسیکی نوکِ مژگانِ دراز	خون دل پہنے لگا پھر حیدرِ مانجھٹ
پھر کسیکی چشمِ شہلا آفتین ڈھائی لگیں	یاس و تگن لگی پھر گریستان کی طرف
پانی پانی پھر لگی کرنے کسی یوسف کی	پھر چلا گریو ادا چاہے زرخندان کی طرف

ذوق ایذا پھر لگا کرنے جبکہ دل میں اثر
---------------------------------------

دیکھتے ہیں پھر کسی ٹوک مرگان کی طرف

ستگر نہیں ہم کسی طرف  
نہیں انکو جھگڑے میں کوئی طرف  
ذرا دیکھئے اپنے جی کی طرف  
غضب کی نظر کیوں ہی میری طرف

نہ دل کی طرف ہیں تیری طرف  
ہمیں کیا ہو شیخ و برہن ہو کام  
خطا ہی ہماری کہ ہے آپ کی  
سراسر ہو صاحب عدو کا قہقرو

کمینوں پہ غصہ نفر مائے  
اشد دیکھئے آپ اپنی طرف

نہیں معلوم کہ کیا ہو شہرہ والا نجف  
مالک ملک رضا ہو شہرہ والا نجف  
پر نہیں حق سوجدا ہو شہرہ والا نجف  
سببِ شکل بقا ہو شہرہ والا نجف  
حامی ویرنہ ہو شہرہ والا نجف  
دافع رنج و بلا ہو شہرہ والا نجف  
مالک ہر دوسرا ہو شہرہ والا نجف  
عافی جرم و خطا ہو شہرہ والا نجف

منظہرات خدا ہو شہرہ والا نجف  
ہو رضا و سکی وہی جو ہو رضا خالق کی  
ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں سکا خدا  
وہ نہ ہوتا تو فنا روح کو لاحق ہوتی  
اوسکی تلوار ہوئی ماحی کفر و بدعت  
خدمتِ عقدہ کشائی اوسحق کو بخشی  
جب کیا حق را اوسنا شبہ و دارین  
در گزر کرتی ہوا عداستہ کریمی اوسکی

مرد میدان و غاہی شہہ والائی نجف  
مخزن جو دو عطا ہی شہہ والائی نجف  
بنیج شرم و جیا ہی شہہ والائی نجف  
معدن صدق صفہ شہہ والائی نجف

لافتی روز احد جن ملک بول اٹھے  
اوسکے درسی کبھی محروم نگر اسایل  
عیب پوشی سی ملا خر قہ معراج اوسے  
جو ہر پاک بنایا ہی خدا نے اوسکو

عرض کر حال دل زار اثر اوسکی حضور  
درد عالم کی دوا ہے شہہ والائی نجف

## ق

درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق  
نام لوگون نے رکھ دیا ہے عشق  
چاک پیرا ہن جیا ہے عشق  
ساری عالم ہی سو جدا ہے عشق  
ہر دو عالم کا مدعا ہے عشق  
کبھی جان بخش و جان فرا ہے عشق  
درد دل کی کبھی دوا ہے عشق

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق  
دونوں عالم کی بیقراری کا  
دشمن عصمت زلیخا ہے  
اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے  
کون و تکوین کا ہوا ہے سبب  
جان گزرا ہے کبھی کبھی بنوز  
ہے کبھی شکل صدمہ روحی :

کبھی شکوہ کبھی گلا ہے عشق	کبھی شکر و عطا و صبر و رضا
کبھی درمان کبھی شفا ہے عشق	کبھی مرگ و قضا و درد و الم
کبھی صورت دہ بقا ہے عشق	کبھی شکل فنا و معدومی
دو دنوں عالم کار بہنا ہے عشق	ہادی و رہبر و پیغمبر ہے
حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق	اسکار تہ کوئی بتائے کیا
کشتی دین کا نا خدا ہے عشق	ڈوبتو نگو نجات کی صورت

مرغ جان گسل اسے کہے	اے اثر درد لا دو اہو عشق
---------------------	--------------------------

ہو نہ دشمن بھی مبتلا ہے فراق	عبت آگین ہر اجرا ہے فراق
مین ہو واجب ہر آشنا ہے فراق	اپنے ہر دم بہ غم و حرمان
خون دل ہو گیا غذا ہے فراق	لذت غم بتا کہ کیا کھائیں
خیر اک دن ہر منتہا ہے فراق	وعدہ وصل حشر ہی پہ سہی
کیون نہیں وصل انتہا ہے فراق	انتہا وصل کی فراق ہے جب
مول لادی کوئی دوا ہے فراق	نقد جان تک نہیں دریغ نہیں

جب عاکو ہے صدا اثر کیسا تھ	
----------------------------	--

کیون نہ مانگا کرے دعاے فراق

جب کبھی آؤ پے سیر گستان عاشق  
 صرف رنگت پہنیں بلبل نالایا عاشق  
 جوش پر لائو اگر دیدہ گریبان عاشق  
 عمر بھر مردہ ہندو کی طرح جلنا ہے  
 کیا دم سیر تو داغ دیکھ تو زانو خین  
 استخوان جسم کو فرقت میں بنا رکھا ہو  
 عزت رتبہ معشوق سے محروم رہی  
 تو جو فرمائے ابھی سر پہ خنجر کھدین  
 تیری ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہے  
 کیون تری قدر نہوسا کر پر زانوین  
 تم وہ معشوق کہ دشمن ہو تمہارا معشوق  
 میں کہیں جاؤں نہیں چھوڑتی تجھ کو حشت  
 دیکھ کر صحن چمن میں تری رفتار کی سیر  
 بلبل دگل ہی نہیں تیری فدا میں سخی

اگر گئے گل کی طرح چاک گریبان عاشق  
 تری آواز پہن مرغ خوش الحان عاشق  
 کردی عالم میں بیابان کاطوفان عاشق  
 بت پہ اللہ نہو کوئی مسلمان عاشق  
 شکل ملاؤ گلستان میں ہیں قصا عاشق  
 سگ جانان تجھے کر نیکو ہی مہمان عاشق  
 ایڑیاں نہو ایوسف کنعان عاشق  
 میں شہ حسن ترے تابع فرمان عاشق  
 تو سمجھتا ہے سنگ مر مر کہ ہر نادان عاشق  
 وہ پری تو ہے کہ تجھ پر ہو سلیمان عاشق  
 میں مع عاشق کہ ہر جھپٹ شہ ہجران عاشق  
 میں ہ مجنون ہوں کہ مجھ پر ہیایان عاشق  
 کہکب کیونکر نہو امی نہ خراپان عاشق  
 ہو گیا تجھ پر گستاخا گلستان عاشق



نظم میں دیکھ کر ایسے ترے خسار و کمو	شکل پر روانہ ہوئی شمع فروزان عاشق
روی معشوق میں کیا اونکو نظر آتا ہی	نخل آئینہ رہا کرتے ہیں حیران عاشق
عشق میں حالت انسان سو گزر جاتا ہی	تو بھی انسان پہ ہوا کرتا ہی انسان عاشق
نہ بیا بان میں اوسو چین نہ گلشن میں قرار	چھوڑ کر جا ہی کہاں کو چہ جانان عاشق
مدتوں تک جو اوتھا تو ہی ہر وقت کو کرب	وصل کو نام سے ہی ہوتا ہے ہین گریزان عاشق
کھیل ہوا ونکے لئے دار فنا سے جانا	زیست سے جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق
مثل فرما دیا کرتی ہیں جان شیریں	سر پہ تیری نہ ہیں جلا د کا احسان عاشق
منع کرتی تھے نکر جو خدا ہے منصف	تو پشیمان ہو ستمگر کہ پشیمان عاشق

دلبری تیری سخن میں ہو کچھ ایسی کہ اثر	تیرے انداز سخن کے ہیں سخن دان عاشق
<b>ک ا ف</b>	

ہے ساتھ اشک کو لخت جگر تک	نہ کی اوسنے مری جانب نظر تک
رہا سر میں تری زلفوں کا سودا	پریشان ہی رہے ہم عمر بھر تک
عجبت صیاد کو ہے بد گمانی	نہیں بازو میں اپنے ایک پر تک

خبر آئی مرہیں دردِ عسَم کی	کوئی کردی خبر اوس بیخبر تک
تراکت سو لگی بل کرنے کیا کیا	ابھی زلفیں نہ پہونچی تھیں کمر تک
جلے جاتی ہیں شکلِ شمع سوزان	ہمیں باقی نپاؤ گے سحر تک
اگر ہم یاد ہوتے تو نہ آتے	وہ آنکھ تھو بھولے سے ادھر تک
دم گریہ بھی غالب نا توانی	پہنچے لُختِ دل کیا چشمِ تر تک

خدا جانے اُتر کو کیا ہوا ہے	رہا کرتا ہے چُپ دود و پہر تک
-----------------------------	------------------------------

بت رہیں بر سرِ جفا کب تک	انکا یہ زور اے خدا کب تک
عمر رکھتی ہے یار کا انداز	دیکھے کرتی ہے وفا کب تک
پرسشِ حالِ روز کرتے ہو	کرمِ صبر آرزو کب تک
بے نیازی کی حد نہیں ملتی	کوئی مانگا کرے دعا کب تک
امتحانِ جفا تمام کر دو	ستمِ صبر آرزو کب تک
ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہو	دیکھے آتی ہے قضا کب تک

شکر کا کام لے زبائے اثر	شکوہِ بختِ نار سا کب تک
-------------------------	-------------------------

# ردیف کاف

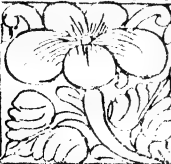
بدلا ہوا ہے جیسے چمن کی ہوا کا رنگ  
خوشتر کہیں ہو گل سے تری دست کا رنگ  
رنگین مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تیز  
یہی ہزار رنگ کی پوشاک دہرے  
رنگتین سیر بخت سے رکھتی ہے ہماری  
جیسے بہار آئی ہے ترائی بھرتی ہے  
کیونکہ غیر اس گل خندان ہنس کرے  
سنتے ہی میری عرض ہوا لالہ کا نہو  
لالہ شہید ہے تری دستار سنج کا

اچھا نہیں ہے بلبل رنگین نوا کا رنگ  
اسی شوخ اسکو سامنے کیا ہے حنا کا رنگ  
ہم جانتے ہیں آپکے ناز و داد کا رنگ  
بدلانہ آسمان تو اپنی قبا کا رنگ  
پایا ہے زلف یار تو کیا ہی بلا کا رنگ  
کچھ اندھون ہے اور ہی باد صبا کا رنگ  
ملتا ہے زعفران سے تری سبتلا کا رنگ  
بگرا شہ صال کرم دعا کا رنگ  
گل عرق خون ہے دیکھتے تیری قبا کا رنگ

بیشک کوئی دلی تھا اثر تیرے کلمہ سنج  
سب شاعر و شاعر خاص ہوا سن با خدا کا رنگ

# ردیف لام

انسان کو کیوں خالق عالم زدیاد دل	معلوم نہیں کون مرض کی ہر دوا دل
اک آفتِ جانگاہ مری حق بینِ ادا دل	دشمن کو بھی اشد ندی ایسا بُرا دل
اچھا ہوا تم لیکنے اوس آفتِ جان کو	آرام مری روح کو ہر جب ہو گیا دل
جس دل پہ مہین ناز تھا ظالم وہ کہاں	تیرے تم ناز کے تباہِ نرِ ادا دل
ای جانِ جہان اور کوئی جب نہیں تجھ سا	پھر تو ہی بتا چاہے کسے تیری سوا دل
اک روز ہر جاننا تجھے اس در فنا سے	دنیا کی کسی چیز سے نادانِ لگا دل
بیدا تو کرتا ہو مگر اسے بتِ ظالم	کچھ اسکی خبر بھی ہو کہ اللہ ہو عادل
جو عشقِ بتان اوس منہ پایا کسی شہ کو	مشہور جہان میں ہر گز نگاہِ خدا دل
وہ اور ہی کچھ آگ بھٹی ای حضرتِ موسیٰ	پر وہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل
دل توڑ نہ میخوار کا ای د اغظِ نادان	لازم ہو تجھے پاس بُرایا ہو بھلا دل
جاتی نہیں دم بھر تری کوچہ کی منسا	جنت میں پس مرگ لگو خاکِ مراد دل
ہم عقل کی کہتے ہیں تو وہ عشق کی کہتا	ہم دل سے ہیں آزر دہ تو ہو ہم خفا دل



دنیا کی کہتے ہیں اثرِ جانکی جنجال  
پھر چھوٹنا معلوم اگر انہیں بھینسا دل



تیرہ بخت و سیاہ کار ہو دل

سببِ عشق زلفت یار ہو دل

غیمِ فرقت سے داغدار ہو دل	ای گل اندام لالہ وار ہے دل
کیون نہ رکھے صفایِ حیرت خیز	آئینہ دارِ روئے یار ہے دل
کسکے عکسِ عذارِ رنگین سے	غیرتِ عارضِ بہار ہے دل
غرقِ دریا یِ خون نہ ہو کیونکر	اپنے کردہ سی شرمسار ہو دل
اوسکے پہلو میں غیر بیٹھا ہے	ورنہ کیون آج بیکرار ہو دل
جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے	سخت کج بخت و نابکار ہو دل
ادنیٰ تیغِ مژدہ کو مت پوچھو	سینہ مجروح ہے فگار ہو دل
ہے خبر گرم کسکی آمد کی	آج سر گرم انتظار ہو دل

غیم سے پاتے نہیں فراغ اثر	
اک نہ اک پنج سے دوچار ہو دل	

گرمیِ ہجر سے بیتاب ہو دل	شعلہٴ رُ و صورتِ سیما ب ہو دل
کثرتِ داغِ سوائے مہرِ جمال	روکشِ چہرہٴ مہتاب ہے دل
منطرب ہے غمِ تنہا سے	طالبِ صحبتِ احباب ہو دل
دیکھ طوقِ تری گردن میں	خونِ کا حلقہٴ گرداب ہے دل

جب سی اوس بحرِ ملاحت سے چھٹا	
------------------------------	--

اے اثر ماہی بے آب ہر دل

میم

ایک مدت سو نہیں ہیں اتفاقاً آرام ہم  
روزِ نِ مدفن ہو سکتے ہیں کسی کا با ہم  
برہن ہم بہت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم  
زادہ از مزم بہ دھولین جا بہ احرام ہم  
ابتدا میں جانے کر عشق کا انجام ہم

ہو رہی ہیں مبتلا و گردشِ ایام ہم  
لگو ہیں خاک میں اسپر بھی عالی ہو نظر  
دیر و مسجد میں یہی کہتا ہو جلوہ یار کا  
ملوٹ کعبہ میں نگر عجلتِ خدا کی واسطے  
ناصح مشفق وہی کر رہو فرما رہی آپ

دم میں ہو جاتی ہیں آسان پی ساری شعلہ  
او اثر لیتے ہیں جب شکل کشا کا نام ہم

میں کھینچوں کہا تکالم پرالم  
اگر لاکھ کھائیں قسم پر قسم  
نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم  
نشان پر نشان ہیں علم پر علم  
نوازش عنایت کرم پر کرم

اگر وہ تم نہ اتنا ستم پر ستم  
نہیں اونٹے و عار کا کچھ اعتبار  
ہمارا بیابان ہے کچھ اور قیس  
ہے اُندی ہوئی آہ و نالہ کی فوج  
گریہ یا آپ اختیار پر ہر گھڑی

جواہل و فاقہم ہیں ہم پر مدام جفا پر جفا ہو ستم پر ستم

علی نے نکالا اوٹھیں ایڑا اثر  
تھے کعبہ میں در نہ صنم پر صنم

بسر کر تو تھے کس فراغت ہو ہم  
ترے نقشہ قامتِ ناز کو  
عدو پر ہو کر وہ تیغ آزما  
نہ راحت چمن ہیں نہ صحرا میں چین  
یہ کیا جانتی تھے کہ ہر غیر شوم  
بٹھاتی ہو وہ عدو کو قریب  
جفائے عدو کو نہ خاطر میں لائیں  
کیا عشق نے ہم کو خانہ خراب  
تری بار فرقت کو ای نازنین  
بنیں کی رحمت کے اسید وار  
عدو کی طرف محفلِ یار میں  
بہت چین ہو میں گیا جیسے دل

پراب تنگ ہیں اپنی حالت ہو ہم  
فزون دیکھتے ہیں قیامت ہو ہم  
عجب کیا کہ مر جا میں حسرت ہو ہم  
بہت تنگ ہیں لگی حالت ہو ہم  
تری بزم میں آئی شامت ہو ہم  
رہی دُور ادنیٰ عنایت ہو ہم  
اگر کام لین صبر و ہمت سے ہم  
گزر ہی گئے آدمیت سے ہم  
فزون پاتری ہیں اپنی طاقت ہو ہم  
جو مایوس ہوں تیری رحمت ہو ہم  
نظر کر تو ہیں کیسی حسرت سے ہم  
سبک جان ہو کر اداس کی حلت ہو ہم

وہ کیونکر ملاستے ہیں غیر و نسی آنکھ نہیں دیکھتے اور نگو غیرت سے ہم

اثر جقدر رہنے تحقیق کی  
ہوے کچھ نہ واقف حقیقت ہی

## دیف نون

اسی ستمگر نہ سمجھنا کہ گلا کر تو ہیں  
مر گئے پر بھی وفا اہل وفا کرتے ہیں  
ہاں عشاق کو سوقت حیا کر تو ہیں  
بیوفا کیا نہیں ارباب وفا کر تو ہیں  
نفس کو زیر حکومت فقر کرتے ہیں  
ایسے فتنہ تو وہاں روزا وٹھا کر تو ہیں  
با خدا طوف مزار شہد کرتے ہیں  
یہ فرشتے جو سیر دوش لکھا کر تو ہیں  
کہیں آلودہ زبان بھی صلیا کر تو ہیں  
مرض عشق کی بھی آپ دو کر تو ہیں

آہ سے شکر جفا ہم تو ادا کر تو ہیں  
خاک ہو کر درجہ جان پہ رہا کر تو ہیں  
وہ دم فوج جو مونہہ پھیر لیا کر تو ہیں  
جان و ایمان دل دین سب غنی کر تو ہیں  
زور رومی کو نہیں طالب زر کو بہرہ  
حشر کا نام نہ لو اونکی گلی کے آگے  
ای تو تم مری تربت پہ نہ آؤ نہ سہی  
کچھ مقدر سے بھی اعمال ملا لیتے ہیں  
آپ رند و نگو برا کہتے ہیں ادا عطا شہر  
اگر ملین حضرت عیسیٰ تو میں اتنا پوچھوں



یہ تو درپردہ تقاضا ہے جفا کرتے ہیں  
گل چین میں نہیں بیوہ ہنساکر تو ہیں  
ساتھ رہنے پہ الگ دہنے رکھ کر تو ہیں  
ہر بشر کیا جو کہے آپ یہ کیا کرتے ہیں  
آپ بیجا بھی جو کرتے ہیں بجا کرتے ہیں  
کیا غضب ہو کہ تنہا حنا کرتے ہیں  
بیٹھو پائین کی طرف ہم بھی جدا کرتے ہیں  
ناامیدی کو خراہ سمیں لگا کر تو ہیں  
ایک مدت سے تری حق میں دعا کرتے ہیں  
جب بگڑ نیکو اتھی یہ بنا کرتے ہیں  
کیا وہ سنتے ہیں مری میرا کہا کرتے ہیں  
کام کیا کیا نہیں مردان خدا کرتے ہیں

ایں ستمگر نہ برائے مرے نالو نکا  
کوئی پہنان ہے پس پردہ سامان بہا  
ہر جو قسمت میں لکھا ہے تو سایہ کی طرح  
رو بروا دیکھے فرشتوں کی زبان کتنی ہے  
خوب رو دیکھی بڑی بات بھی ہوتی ہے چلی  
دست و پاگل سے بھی خوش رنگ لڑکھن  
ادنی محفل میں نہیں جلتی ہے تو ہی اشیاع  
بار آور شجر عشق جو ہوتا ہے دلا  
ہم فقیر دے نہ اے خسرو خوبان منہ پھیر  
ایسے نقشونے بنائیں ضرورت کیا ہے  
نیک و بد اونکو جتنا سے مجھے کیا مطلب  
کیا خبر ہے تجھے اے طالب دنیا و دنی



خوب رو دے نہ محبت نہیں کرتے عاقل  
اے اشرار آپ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں



خاک میں آپ ملاؤ ہیں ہمیں

اپنے در سے جو اٹھاؤ ہیں ہمیں



ہے جو منظور جہاں در پردہ  
 غیر کو پاس بلارکھتے ہیں :  
 عشق کی پردہ دری کو ڈر سے  
 گرمیاں غیر کو دکھلا دکھلا  
 شبِ فرقت میں فلک کو تارے  
 اونکو اندازِ سخن ہیں معلوم  
 پھر کسی گل پہ ہوا دل مایل  
 چھوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم  
 تو ہمیں راہ بتائے جس سے  
 عطر گل سے نہیں جب ل بھرتا  
 مونہہ کو غیر و نہیں دکھائی ہیں  
 جب کبھی آپ بلاتے ہیں ہمیں  
 تیرے گھر والو چھپاؤ ہیں ہمیں  
 بزم میں آپ بلاتے ہیں ہمیں  
 داغ دل یاد دلاتے ہیں ہمیں  
 غیر کو کہنے سنائی ہیں ہمیں  
 داغ تازہ نظر آتے ہیں ہمیں  
 واہ کیا راہ بتاتے ہیں ہمیں  
 غیر وہ راہ بتاتے ہیں ہمیں  
 اپنا رومال سنگھاؤ ہیں ہمیں

شب کو افسانہ دل کہے اثر  
 آپ روتے ہیں رولاؤ ہیں ہمیں

دیا تو نے وہ دل خدایا ہمیں  
 موئے پر کسی نے نہ پایا ہمیں  
 لہو جسے ہر دم رولا یا ہمیں  
 یہاں تک تر و غم نہ دکھایا ہمیں  
 رخ گور دل نے دکھایا ہمیں  
 اسی نے ٹھکانے لگایا ہمیں

یہاں تک بتوں فرستایا ہمیں  
 نہیں دل کو پروا مری درد کی  
 ترانام لیکر رکھا دل پہ ہاتھ  
 ترے در پہ دم بھر بھٹی پھرتے تھے  
 موی پر اگر ساتھ دل بھی گیا  
 اوغھون نے سمجھ کر ہمیں بے زبان  
 بہت اسکے ہاتھوں تنگ آگئے  
 تری غم فرماے ماہِ فرقت کی شب  
 ملو گئے کبھی تو بھلا راہ میں  
 یہ سبے نایاب غیر کیواسطے  
 خدا یاد آیا جسے دیکھ کر  
 ابھی نیند آئی تھی مرغِ سحر  
 سلاخا مردہ جلائے نہیں  
 سچنے کی باتیں تو کیا کیا تھیں

کہ آخر خدا یاد آیا ہمیں :  
 یہ اپنا ہوا ہے پر آیا ہمیں  
 کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں  
 کہ دربان نے اوٹھکراوٹھایا  
 تو پھر گوزینِ چین آیا ہمیں  
 زبان پر جو آیا سُنایا ہمیں  
 کوئی اور دل دے خدا یا ہمیں  
 ذرا بھی جو سوئے جگایا ہمیں  
 بہت متنے رستہ بتایا ہمیں  
 تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں  
 وہ جلوہ بتوں نو دکھایا ہمیں  
 کہ نالوں سے تو فرج گایا ہمیں  
 مگر تو نے زندہ جلایا ہمیں :  
 مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا ہمیں :

اثرِ شعلِ ابنی ہوئی تیر کی

رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں :

وہ سرد خزانِ جواد ہر آوی تو جانیں	طوبایِ متنائیں مگر آوی تو جانیں
ای جذبہ دالِ دسکو بلاتو ہیں لیکن	کچھ کردہ مری پاس اگر آوی تو جانیں
یوں تو دلِ شیدا میں متنائیں رہا	انہیں سہا اگر ایک بھی برآوی تو جانیں
یعقوب صفتِ نظر یار ہیں لیکن	وہ یوسف گم گشتہ جو گھر آوی تو جانیں
ہم آہ تو کرتے ہیں مگر اے اثر آہ	دلِ دسکا اگر درسی بھر آوی تو جانیں
ای اہلِ نظر دیر سی ہوا کچھ لگاے	لیکن وہ کمر تلو نظر آوی تو جانیں
اوصافِ کمر لکھنے میں کدہرِ شعرا کو	ہاتھ اوندکے جو مضمون کمر آوی تو جانیں
مرغانِ قفسِ گوشِ برآواز ہیں لیکن	گلشن کی صبا لیکے خبر آوی تو جانیں
ای دیدہ ترسوز غمِ ہجرِ جنتان میں	آنسو کو عوضِ تہی نہر آوی تو جانیں
گراہ ہوا مالہ نشین کیا ہی تکلف	آنکھوں میں وہ رشکِ قمر آوی تو جانیں

آئے ہیں مداوا کے لئے عیسیٰ مریم

راسِ اوندکی دوا دل کو اثر آوی تو جانیں

صحی گلشنِ ادبی پُرخارِ دونوں ایک ہیں  
چشمِ عاشقِ روزنِ دیوارِ دونوں ایک ہیں

سرخِ وراحتِ ہجر میں ای یارِ دونوں ایک ہیں  
شکستہ کی دونوں کو یکساں کو چہ دلبر ہیں

جب حقیقت میں نہیں اہل نظر کی آنکھ میں  
ہو خراباتِ جہان میں کیفیت سبکی خراب  
الحذر ای خرمین ہستی اعدا الحذر ۛ  
حضرت واعظ اگر ادب کجے کسی میخوار سے  
یہ مہجنت کا طالب ہو تو وہ خوانمان کو  
فرق ہو زیادہ فطیمہ و انا ہموار کا ۛ  
ایک پل میں ہر طرف جل تھل نظر آؤ لگا  
کام کیا انسان کا نکلے ہو نہ جب تک اتحاد

دیدہ خوابیدہ و بیدار دونوں ایک ہیں  
میکدہ میں غافل ہو شیار دونوں ایک ہیں  
برق سوزان آہ آتش بار دونوں ایک ہیں  
ہاتھ اور سکا آپ کی دستار دونوں ایک ہیں  
پیش حق ہیں ناہ و میخوار دونوں ایک ہیں  
در حقیقت سچ و زنا ر دونوں ایک ہیں  
چشم عاشق ابر دریا بار دونوں ایک ہیں  
لب ہیں دو لیکن دم گفتار دونوں ایک ہیں



الحکم لعی و اپنا یہ عقیدہ ہے اثر  
مصطفیٰ و حیدر کرار دونوں ایک ہیں



مری جانِ حزرین کی واسطے دشمن ہو پہلو میں  
نثر لاتی نہیں فضل بہاری شاخ آہو میں  
بجای مشک انگاری بھری ہین ناف آہو میں  
نہ وہ طاقت ہو پنجہ میں نہ وہ قوت ہو بازو میں  
اگر موجد ہر عاشق کشتی ہیں تیغ ابرو میں

وال پنا ایک ت سو نہیں ہو اپنی قابو میں  
جو ہیں زنیض محرومی سوا اونکو نہیں صل  
دلادیت ہو تفسید گان سوزالفت کا  
جو ترم تھو جانی ہیں وہ ہیں اہل سو بدتر  
نکمی ہو گئی شمشیر جدم او سین بال آیا

بسانِ شانہ دل صد چاک غمِ سہو ز لگتا ہی  
اثرِ شانہ کو جب میں دیکھتا ہوں اوس کی گیسو میں

زبانِ حالِ سہم شکوہ بیداد کرتے ہیں  
سمجھ کر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہیں  
عذابِ قبرِ سوا تو ہیں راحتِ مجربانِ عشق  
نکبہ بہرِ خدا تو بندگانِ عشق کو کا فر ہے  
ذرا صیاد چل کر دیکھ تو کیا حالِ سہو ادنا کا  
بتانِ سنگدل کو ہاتھ سول ہی نہیں لار  
ہزاروں زخمِ خندانِ خنجرِ غمِ سہو بنا تو ہیں  
مولدِ ت جو ایذا میں تو باز آ تو ہیں ایذا سے

دہانِ زخمِ قاتلِ مہم فریاد کرتے ہیں  
توجہ بھی کہیں فریاد پر صیاد کرتے ہیں  
پس مردنِ جفائیں یار کی جباہد کرتے ہیں  
تو نکی یاد میں زارِ خدا کی یاد کرتے ہیں  
اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتے ہیں  
ہم دمِ دیرینِ ناقوس بھی فریاد کرتے ہیں  
دلِ شاد کو ہم اس طرح شاد کرتے ہیں  
ستمِ ایجاد میں طرزِ ستمِ ایجاد کرتے ہیں

اثر کو دیکھ کر کیا روح کو صد مہ پہونچتا ہی  
خدا سمجھے ہوئے کس قدر بیداد کرتے ہیں

کلِ تمھارے عذار ہیں دونوں  
آنکھیں اوس آفتِ زمانہ کی  
نغمہ دمی کا ذکر مست چھیڑو

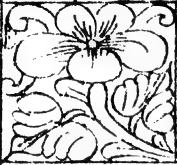
رنگِ روی بہار ہیں دونوں  
قننہ روزگار ہیں دونوں  
ہجر میں ناگوار ہیں دونوں

جگر و دل تری جدائی سے	لالہ رُودا غدار ہیں دونوں
دونوں زلفین نہیں ہیں سینہ پر	دل کے ڈسنے کو مار ہیں دونوں
اونکی تیغ نگہ کو مت پوچھو	جگر و دل فگار ہیں دونوں
تیرے ہاتھوں سے جامہ دستار	ای جنون تار تار ہیں دونوں
لب و دندان پر تیری ای دلبر	عل و گو ہر نثار ہیں دونوں
دیدہ و دل ہیں جان کو دشمن	ورنہ آپس میں یار ہیں دونوں

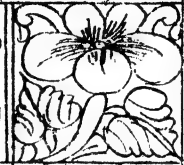
دیکے دل ہم تو وہ اسے لیکر	اے اثر بیکار ہیں دونوں
---------------------------	------------------------

اثر آہ الم جب دل ناکام نہیں	گوش لہا ی بتان مورد الزام نہیں
روکشِ نارسو تم طح جفا کی ڈالو	در خورِ قہر و غضبِ دل ناکام نہیں
داغِ مخدھو دی زمرم پہ بچھو ز اہد	لائقِ طوفِ حرم جامہ احرام نہیں
ہو تقاضا جفا اہل محبت کیلئے	طلبِ پنج و الم رسم و رہ عام نہیں
رہ و راہ الم ہے دلی خاصانِ خدا	کوچہ زلف بتان بگزر عام نہیں
عادتِ لذت آزارِ برا ہو تیرا	بوسہ جو ر و جفا جانکو آرام نہیں
اثرِ آہ کی ہر چیزِ حقیقت معلوم	تو بھی مخدھو نکو تری اسکے سوا کام نہیں

دے ندے ہر کوئی مختار ہے مجبور نہیں	طلبِ دل سے بتانِ قابلِ لازم نہیں
دیکھ گشتگی چرخِ بحشمِ حق بین	عادتِ رنجِ دہی صورتِ آرام نہیں
طلبِ عفو نہیں اہلِ ستم و شایان	عذرِ قصیرِ بحرِ خجلتِ الزام نہیں



وہ ظرافتِ سوا اثر ہے کہا کرتے ہیں  
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں



کیا تجھے کامِ بجز نالہ و فریاد نہیں	مشغلہ اور کوئی اودنِ شاد نہیں
کوہِ غم بر سرِ جانِ باز ستاعِ رفعت	نازشِ عشقِ سبکدوشی فریاد نہیں
مدتِ عمرِ جنونِ عمرِ کچھ تھوڑی ہو	دشتِ سپہرِ کربانِ جاہلینِ گھرِ نایاب نہیں
حکمتِ آموز نہیں اہلِ جفا کی تعلیم	لطیفہ جو ردِ وسیلے و ستاد نہیں
طوقِ آہن ہی بڑے کچھ تو ہو تدریسِ جنون	کوئی صدا سہی اگر کوئی فضا و نہیں
طلبِ رومی غافلِ نہوایِ دلِ مہر	واقفِ لذتِ غم و ہستمِ ایجاد نہیں
آتشِ آہِ سو جلتی ہو زبانِ سوزان	شعلہ شمعِ سرِ بگڑ بازاد نہیں
کیوں اُلجھتا ہو تری لافِ سوا و سردان	دلِ صد چاکِ مرا شانہ شمشاد نہیں
ہر گلِ اندامِ سو نفرت ہو تجھے کیوں اب	قابلِ سیرِ مگر گلشنِ ایجاد نہیں
دستگیریِ درگتیشہ بجی عاشق	سرفرازیِ نہ خنجرِ جلا و نہیں



یہی فریاد سی مطلب ہو کہ غلام سرشت  
یاد آجای ستم تجھ کو اگر یاد نہیں  
نالہ کرتا ہو تقاضا جھائے تارہ  
اس سی مقصود دلی شکوہ بیدار نہیں  
نہ ہر دای سائش نہ غم نفرین ہے  
نغمہ سنجی سے خیال طلب داور نہیں

شکوہ غربت کا اثر کرتی ہو غالب کی طرح  
تکلو بہمیری یاران وطن یاد نہیں

گر کس لف یار ہو جام شراب میں  
بال و رشک سی قبح آفتاب میں  
افسوس و برد مری آنکھوں کو وہ نہیں  
پوشیدہ جب کا چہرہ ہو دلوں نقاب میں  
ای نور سیدگان جوانی فراسنو  
ملتا تھا لطف نیست ہمیں بھی شب میں  
اکٹ نہ ہنسا کہ ساتی دھوٹا اپنی آس  
یہ تو تھی ہم شراب شب باہتاب میں  
دوہ جام زنگار و مطلقا صراحیان  
ہو الفعال جن سرخ آفتاب میں  
وہ بت کہ دلوں حلقہ دام بلایں لائیں  
انکھوں کو سامنو سے آہی کہ صر گئے  
زلفیں تھیں جنکی تاکہ بیچ و تاب میں  
احراب بزم جتنے تھے سب ہو گئی ہوا  
ابو نظر بھی آتی نہیں ہلکے خواب میں  
اگویا شراب پیو تھے جام حباب میں

ہر لحظہ اونکی یاد میں روین کیون اثر  
تصویریں اونکی پھرتی ہیں چشم پر آب میں

سنا حال دل پر کہا کچھ نہیں	مگر کان دھر کر سنا کچھ نہیں
کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا	بتو تم سے ہمو گلا کچھ نہیں :
شب بھر ہوتا چلا میں فنا	سحر ہوتے ہوتے رہا کچھ نہیں
حسینو کہیں گل سے خوشتر ہو تم	مگر تم میں بوے وفا کچھ نہیں
نہ گل پر ہی جو بن نہ بلبیل کو جوش	چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہیں
عبادت خدا کی باسید حور :	مگر تجھ کو زاہد حیا کچھ نہیں :
خدا اونسے بند و نکوا پیو پاسے	کہ نزدیک جنکو خدا کچھ نہیں
حسینو نکے انداز مت پوچھئے	جفا ہی جفا میں وفا کچھ نہیں

بتو نی پرستش کہاں تک اثر	مگر تجھ کو خوف خدا کچھ نہیں
--------------------------	-----------------------------

شام کو جب چراغ جلتے ہیں	دل جلے سیر کو نکلے ہیں
ذکر حور و قصور کرو اعظ	تیری باتو نے ہم پہلے ہیں
مضطرب کیا ہو رہو ان عدم	کچھ تو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہیں
کھو کے دل اب یہی ہر کام ہیں	ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہیں
بل بے جوش سر شکستہ فان خیز	یوں بھی چشمے کہیں اُبلتے ہیں

کچھ نہیں کم پہاڑ سے اغیار	سنگ سینہ ہیں کب ٹٹو ہیں
دل بتونکے ہیں کیا خدا جانے	آہن سنگ تک پگھلتے ہیں
شجر عشق کیسا مٹ لائے	کہیں ایسے درخت پھلتے ہیں
بیٹھ جاتے ہیں ضعف کو مارے	ق دو قدم بھی اگر ٹہلتے ہیں
کوچہ گردی کا ذکر کیسا ناصح	گھر سے بھی ہم نہیں نکلتے ہیں

کون اونکو اشر دمان پہونچاؤ	حضرت دل جہان بہتے ہیں
----------------------------	-----------------------

لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں	ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں
راہبر کی نہیں ہمیں حاجت	خضر کا دل سو کام لیتے ہیں
بادہ بھی مست ناز ہوتا ہے	جس ادا سے وہ جام لیتو ہیں
شیخ صاحب مرید لوگوں سے	آپ مال حرام لیتے ہیں :
مفت بوحسین نہیں دیتے	دل جو لیتے ہیں دام لیتے ہیں
آدمی کیا ملک درود کیساتھ	نام خیر الا نام لیتے ہیں :
اونکو ڈھونڈو کھان کھان کوئی	ق ایک جا کب قیام لیتے ہیں
نقشہ روزگار جیسے ہیں :	گھر نیا صبح و شام لیتے ہیں

ضعف بھی کیف سے نہیں خالی | مجھ کو گرتے وہ تھام لیتے ہیں



جانکراے اثر کلام میر  
لوگ تیرا کلام لیتے ہیں



پڑی تھی شیر کو ناخن مری طفلی کی تیکل میں  
مری آنکھوں کی رنگینی نہیں سانو کو بادل میں  
عجبت ہوا قاتل ترشی شیر کو پھل میں  
ابا ہی پیر سخاں باقی نہیں لک گھوٹ میں  
بتو نکو کیوں نہ کہیں برہمن دُرِ مَقْتُل میں  
صفادِ خواہ ہو سکتی نہیں محتاجِ مَقْتُل میں  
نہ تھا معلوم ہی کوہِ گرانِ تنکو کو اُجھل میں  
نکھنے کا نہیں جو چھپس گیا دنیا کی دلدار میں  
وہ جسم پہونچے شمشیرِ رہنہ لیکے مَقْتُل میں  
امان پاتا ہی غم سو مادِ گیتی کے اُنچل میں  
ترجیاں بھی پڑگی اسو فلک اک ذرِ پُحل میں  
کہ اربابِ قَولِ باز نہیں کنو اب دِ مَحَل میں

مقدّر تھا جو تیرا جیونکو ساتھ جنگل میں  
جگر کو لخت آؤ ہیں نظر اشکِ مسلسل میں  
ثمرِ حُنت کو بھی ایسے ہونکو خوشگوار میں  
سو اتیرو خبرے کون مجھ سے رندِ بزرگ میں  
گمانِ بیوفائی و نکی جانب سے نہیں جانا  
ترسو چہرے سو آئینہ مقابل ہو تو کیونکر ہو  
عدو کو حقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھے  
قدمِ باہر نکالو کیا ہوا جاتا ہو گلِ درگل  
ہر اکِ طَبِ باز کی جانِ جاہِ تن سے ہوئی باہر  
نہ سمجھ آدمی ہوتا ہی بیوندر میں مرکز  
قیامت کی خوشی مجھ دل شکستہ کو نہو کیونکر  
گری کر پیر میں ہو کو وہ راحت میر ہے

دل اہل ہوس کبشال ہو آرام پاتا ہو  
 برابر طالب مولیٰ کو ہو کیا طالب دینا  
 درازی زلف کی المختصر باہر پائے ہے  
 گوارا ہوتی ہو تلخی بھی انساں کو ضرورت میں  
 شکوہ ظاہری کیا اہل معنی کو پسند آئے  
 نقاست جامہ تن کی حسینو نگہ زاری ہے  
 نظر سو نور ہو جاتا ہو غایب وقت نظارہ  
 چلا ہوا دیدہ پر آب لیکر کوئی جانان کو  
 ہوا آخر کو زائد بھی مرید پیر سچانہ  
 جو بیوقوف ہو کا لکھ ہو جو باسوق ہو کا جل سچ  
 جوانی سو علمدہ ہو مزا اوٹھتی جوانی کا  
 ہو میں جب عالم وحشت میں بال لشکباری  
 کدورت سو بری ہوتی ہو طہیت پاک بارگاہی  
 سوا تیر کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے

بن درویش آسودہ کو آسائش ہو نہیں  
 زمین و آسمان کا فرق ہو اعلیٰ و اسفل میں  
 یہ مضمون ہو کہ گنجائش نہیں جسکو مطلق میں  
 نہیں ہو انجسین کی کوئی لذت درخت نظر میں  
 نمائش کو سوا مطلب نہیں کچھ خط جہان میں  
 نہ وہ نرمی ہو غفل میں نہ وہ سبکی ہو مل میں  
 بلا کی ہو سیاہی یار کی آنکھوں کا جل میں  
 مسافر پانی بھر تیرے ہیں جلتے وقت چھاگل میں  
 نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول میں  
 سیاہی کا نہیں کچھ فرق کا لکھ اور کا جل میں  
 ملاحظہ نہیں ہو نہیں جو ہوتی ہو کوئل میں  
 مری آنکھوں کو صحر کو سمندر کر دیا پل میں  
 دھواں کچھ نہیں خس کو برابر مہر کی مشعل میں  
 دوئی کو دخل ہوتا ہو گاہ چشم احوال میں

اگر ہو یا رختل میں تو بھر نکل ہو رختل میں

کہنے میں شرم آتی ہو اسے یا کیا کہیں  
کیا جان یہ آہنی ہو ستمگار کیا کہیں  
جھگڑا بڑھا کرتے ہیں بیکار کیا کہیں  
ہم زندگی سو رہتے ہیں بیکار کیا کہیں  
کھوٹا ہو مال پیش خریدار کیا کہیں  
اچھی نہیں ہو حالت بیمار کیا کہیں  
آسان تھی موت ہو گئی دشوار کیا کہیں  
خیر غیر کسی سنتے ہیں بیکار کیا کہیں

کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہیں اغیار کیا کہیں  
تجھے ہم اپنا حال لزار کیا کہیں  
ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں  
ہر دم وہ دل کو دیتے ہیں آزار کیا کہیں  
وہ دل کا مول کرتی ہیں چپ شرم سو ہیں ہم  
دیتے نہیں سوال کا عیبیٰ کوئی جواب  
جیتے ہیں تانہ غیر کو وہ لائیں لاش پر  
ہم اونے عرض حال کریں بھی قہر مو

میری بھلی بھی اونکو بڑی لگتی ہو اثر

جیسے ہیں وہ عدو کو طرفدار کیا کہیں

ہوں گرفتار کہیں ہیں توبرس کی تیلیاں  
دید گلشن کو نہیں مانع قفس کی تیلیاں  
ٹوٹ جاوے جس گھڑی تان قفس کی تیلیاں  
وہ قفس دنیا ہو جین ہیں ہوس کی تیلیاں

کیون نہ ٹوٹیں خود بخود سیر قفس کی تیلیاں  
عارضہ کلگون جو ہو صیاد کا پیش نظر  
مخ جان بچ قفس سے مایل پر داز ہو  
تانہ ٹوٹو حرص دنیا ہو نہ آزادی نصیب

ہوں میں صیدِ ناتوان مجھے نہ ٹوٹتی کبھی	گو قفس میں میری ہوں پانگس کی تیلیاں
گرمیِ ہجرِ چین کی کچھ رعایت ہے ضرور	چاہئے بہرِ قفسِ صیادِ خس کی تیلیاں
دُہسی میں تجھ پہ کیا ثابت کروں اپنی وفا	اکاشی صیادِ ہوتیں اپنی پس کی تیلیاں

ہے تمنا کقدرِ محلو اسیری کی اثر	
چھیلتا ہوں آپ ہی پُرفس کی تیلیاں	

## ردیفِ داد

گروقت سیرِ دیکھِ دادِ س گلبدن کو پانوں	بلبل نہ رکھے پھر بھی اندرِ چین کو پانوں
کیونکر تجھے چین نہ کہیں یا بہارِ حُسن	گل کو اگر بہین گال تو بہین بایسن کو پانوں
دیوان میں میری عالمِ بالائی سیر ہے	پہونچو کہاں کہاں مری فکرِ سخن کو پانوں
کیونکر نہ خاکِ وادیِ غربت کی چھانٹے	پامال دل کو کر تو ہین اہل وطن کے پانوں
گر جو پایِ شمع کو پوجین عجب نہیں	قومِ ہندو پوجتی ہے برہمن کے پانوں
آنکھ وہ دن قریب آئی کہ شوق سے	آنکھوں سے ہم لگائیں امامِ زمیں کے پانوں
تا خاکِ پایِ یارِ رسائی محال ہے	جب تک نہ سر چلے رہِ الفت میں بگو پانوں
مدفن میں بھی ہو دشتِ دلِ پُر حال پر	ہیں اشتیاقِ دشت میں باہرِ کفن کو پانوں

جست نہ نکلیں آہوی دشت ختن کے پانو  
جو ہر شناس جو پتی ہیں اہل فن کو پانو  
آلودگی میں بہتے ہیں زراغ و زغن کو پانو  
دشت و سیر و پانو بنائی ہرن کے پانو  
دھو کر پے ہیں غالب شیریں سخن کے پانو  
بو جھل نہ ہیں ایسے کہ ہیں لاکھوں کو پانو  
اوسنے رکھا جو دھو کو اندر لگے پانو  
کوئی برس جبے نہ بہا رحمن کے پانو

حلقے تمھارے گیسو مشکین کو میں دہ دام  
پاپوش ہو جو قدر نہیں پیش بے ہنر  
نا پاک اختیار کریں راہ پاک کیا  
صحرا میں جست و خیز کا عالم نہ پوچھئے  
کیونکر مرانہ قند مکر کا دے کلام  
جا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے  
پانی لگن کا چشمہ غور شید ہو گیا  
تھوڑے ہی دن کو بعد لگا ہوا چل چلاؤ

ہے کچھ نہ کچھ تو نئے غرض و اثر تمھیں  
یوں دیر میں جو داتے ہو برہمن کے پانو

ولہ

کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو  
اپنی حالت جو ہوئی وقت غم مت پوچھو  
غیر کے سامنی لوگوں کو مر اگھر مت پوچھو  
اپنی بیمار محبت کی خبر مت پوچھو

رات کیا کیا نہ بڑھادرجہ کمر مت پوچھو  
کچھ نہیں جانو کب و نہی ہوئے ہم رخصت  
چھوڑ دینگے مری کو چہ سودہ آنا جانا  
کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اوسکی خبر



اب ہمیں تاب نہیں بار درگست پوچھو  
 رات جس ننگ سہوہ آمی نظر مت پوچھو  
 مجھے اویا اہل جہان میری ہنر مت پوچھو  
 کتنے عشاق گویا جسے گزرت پوچھو  
 ہم یہ جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو  
 میرا کیا حال ہی تم وقت سفر مت پوچھو  
 جیسے وہ غیر سے ہیں شیر و شکر مت پوچھو  
 داغ دل میری تم ای رشک فرمت پوچھو  
 جیسے طوفان ہیں میری دیدہ تر مت پوچھو  
 غم کس ننگ سی ہوتی ہو سہر مت پوچھو

ہمدرد کہہ تو چکے حال دل خون گشتہ  
 محفل غیر میں دوسے کے چہرہ گلشن  
 جان لو اہل ہنر کیلئے قسمت ہی شرط  
 منزل عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا  
 چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا  
 دور از دور نہیں اپنی گزر جانے میں  
 کیوں نہوں تلخ مری زبست غم فرقت سی  
 ہر شب ہرے سو دل غم کی بین دل پر  
 حضرت نوح جو ہر تو بلایا میں پڑتے  
 دل ہو سو تکرے تو مرگان میں ہو جی



کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے



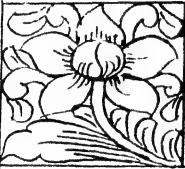
زندگی کہ نصیب ہی اثر مت پوچھو

شام غربت سی تر صبح وطن ہی ہمکو  
 غم فرا نغمہ مرغان چین ہے ہمکو  
 تنگی حلقہ دم بند رسن ہے ہمکو

وضع اجباب جہان وجہ محن ہی ہمکو  
 سیر گل باعث اندوہ و محن ہے ہمکو  
 دست غم گشتہ یاران زمان گرد گلو

خضم دیرینہ بسر خچ کہن ہے ہمکو  
 زخم درتہ پے فریاد دہن ہے ہمکو  
 لطف دیدہ حلب سیر ختن ہے ہمکو  
 پیر بن تن پہ جنون مثل کفن ہے ہمکو  
 صورت شمع کہاں تاب سخن ہی ہمکو  
 کرم مغبیہ توبہ شکن ہے ہمکو

کیون نہ دے دل غ کسی ماہ چین کا دلہر  
 بستہ کرتو رہن بہ اخفا و جفاے قاتل  
 پرتو گیسو مشکین سے یہ آئینہ دل  
 شوق عریانی و بیچارگی ضعف سو آہ  
 اشک ریزی سو تری بزم میں یوں غیرت  
 دشمن توبہ بہر فصل بہار می واعظ



جو احبابِ مٹنا سیاحت سے اثر  
 قصد ترکِ وطن سیرِ دکن ہے ہمکو



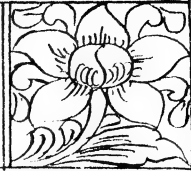
کہ ہونا ز جب سپر خریدار کو  
 بہت ہم ترستے تھے دیدار کو  
 ہم اقرار سمجھینگے انکار کو  
 اذیت نہ دے دل کے بیمار کو  
 نہ پہونچا مری چشمِ خونبار کو  
 غشی لگ گئی بلبل زار کو  
 جگہ دیتے ہیں پانوں میں خسار کو

وہ جنسِ وفا ہم ملے یار کو  
 بھلا اب تو دل میں نظر آئے آپ  
 جو برعکس ہے آپکا قول و فعل  
 دوا کیا پلاتے ہو اے ہمدرد  
 بہت ابر و تابچہ ملک ملک  
 چمن میں جو نالے ہمارے کئے  
 بری ہیں عداوت سے اہل طریق

ڈرائی سو دا عظمیٰ کے ہم کیا ڈرین خدا بخشتا ہے گنہگار کو



اثر بے زری میں کر درہن مے  
تم اپنی فضیلت کی دستار کو



ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہ ہو  
باہر صد ابھی خانہ زنجیر سے نہ ہو  
جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہ ہو  
خوشتہ صد امین یار کی تقریر سے نہ ہو  
بیش کا کام دیدہ تصویر سے نہ ہو  
بیتک کہ بستہ زلف کی زنجیر سے نہ ہو

جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہ ہو  
لازم ہے راز عشق جنوین نہان سے  
چاہے تو اک جہان کو کر پل غنچ تو  
مطرب دکھائے لطف مزامیر حسب قدر  
چشم مجاز دید حقیقت نکر سکے  
دیوانہ اوس پری کا مقید نہ ہو سکے



پچھ بکے عقدہ تقدیر ہے اثر  
وا کوئی طع ناخن تدبیر سے نہ ہو



دل کی الجھن بڑھتی ہے جب زلفوں کو سلجھا تو ہو  
کیسی ہی یہ بات کہو تو کیونکر نہ کھلائی ہو  
حضرت دل تم اپنی کسو سے آخر کو چپائی ہو  
آئی ہو تو ٹھہر و صاحب زیہاں کیا آئی ہو

الجھن سلجھی رہی ہو دیو کیونکہ فٹ سر لپا تو ہو  
چھپ چھپ کر تم را نکو صفا غیر دنگو گھر جاتی ہو  
سننے ہو کہ بات کیلی اپنی ہٹ پڑتی ہو  
دلت پر تو آئی ہو ہم دیکھ لین تکو جی بھر کر

غیر نگر گھر جاز سے تم فرصت کبکویا پائی ہو  
جاگڑ کسلی سنگت میں جو نیند کو اتنوبو پائی ہو

کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے  
آنکھیں چھپکی جاتی ہیں متوال کی صورت سے



دل سے اثر کیا کہتے ہو ہر جان کا نوا عشق



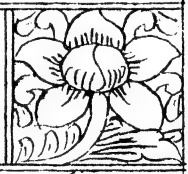
تم بھی نودیوانی ہو دیوانی کو سمجھاتے ہو

کیا بُرائی تھی مری جان اگر رکھتے تو  
لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو  
آیدِ فضل بہاری کی خبر رکھتے تو  
عشق کرتے ہی نہیں موت کا ڈر رکھتے تو  
آبرو اسکی تم اسے دیدہ تر رکھتے تو

اپنی عاشق پہ عنایت کی نظر رکھتے تو  
پہ شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو  
کیا اسیرانِ قفس سیر کو خواہاں ہوتے  
تو ڈراتا ہی ہمیں تیغِ ستم سے قاتل  
مجرم عشق ہی دل تھا مگر مایہ ناز



دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تمنو



مال کھوٹا ہی ہے تو بھی اثر رکھتے تو

کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو  
نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو  
ہم دیکھتے ہیں صانعِ مطلق کی شان کو  
زینت نہ ہو بغیر لیکن کے مکان کو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو  
الشری ساکنانِ درِ دوست کا دُغ  
زادہ بتوں کی دید سی تو بد گمان نہو  
وہ دل ہی بیفروغ جو ہو عشق ہی تہی

مضمون کو اوج ہے مری فکر بلند سے  
پہونچی زمین شعرا اثر آسمان کو

## رویت کا ہوز

رکھتی ہیں بسکہ حسرت دیدِ جال آنکھ  
کتب تجھ کو دیکھ سکتی ہیں ای و ذالِ الجلال آنکھ  
سیرِ زمیں کو آیا ہوں گنجین نہیں ہونین  
تو زنجون وہ دشت دکھایا مجھ جہاں  
مشتاق کیوں نہ خلع ہوا برویاری کی  
سوئی کیطرح کرتی ہیں ہر دم سوال آنکھ  
لائیں کہاں سے طاقت دیدِ جال آنکھ  
بیوجہ عندِ لب نہ مجھ پر نکال آنکھ  
ضیغِ کم کو رنگ کھتی ہیں خونی شغال آنکھ  
بِراختیار اوتھتی ہیں سوئی ہلال آنکھ

لب ہی سوا و اثر نہیں اظہارِ غم کی شکل  
چہرہ ہی عرضِ رنج و بیانِ ملال آنکھ

کیوں رہی حیران نہ دستِ سیمبر میں آئینہ  
محو حیرت کس قدر اپنا دل محزون ہوا  
رویِ جانان جس مکان میں ہو گیا پر توں  
او کو گھر میں ہی رہی حیران کھر مڑی تہو بہن ہم  
قدرتِ حق دیکھتا ہوا اپنی گھر میں آئینہ  
بنگیا آنسو کا قطرہ چشمِ ترین آئینہ  
اگیا ہر سو نظر دیوار و در میں آئینہ  
جس طرح رہتا ہی حیران اپنی گھر میں آئینہ

دیکھ اے قاتل صفا و حسن کی تاثیر سے  
جیسے دیکھا ہی تری رویہ صفا کو صنم  
صاف خنجر بنگیا تیری کمر بین آئینہ  
سنگ خاک آلود ہے اپنی نظر میں آئینہ

یون ہی گرا و سکی سید بختی ترقی پر ہی  
کیون نہ بن جاوی تو ادستِ اثر میں آئینہ

بلبل ہی نفس میں بلا و محن کیساتھ  
ہو دل کو ربط اک بہت شیریں کیساتھ  
ہم کعبہ و کفشت کو جھکڑے سو پاک ہیں  
ہو آشیان بھی صورتِ آبادی چین  
قاتل نہ آیا باز ترا خنجر مرزا  
واعظ نہ میر و سامنے سر گرم و غظا ہو  
اکدن ضرور آہ کا عالم دکھائے گا  
جو تک چکٹ نہ جاو خطا ہی خطا ہو یا  
سیرا ہی میں نہ قیس کو ہمد بنے رہی  
رسل سیر بطا اعلیٰ کو ہوتا نہیں مٹام  
کھینچوں جو گرم نالی ترے قد کی یاد میں

گل آئے بھی گئے بھی بہار چمن کیساتھ  
کیون نہ آسے ذکر مرا کو بہن کیساتھ  
تیری طرف ہیں شیخ نہ ہیں برہمن کیساتھ  
کیون لاگ باغبان کو ہر مرغ چمن کیساتھ  
دل پر ہیں ختم تازہ بھی ختم کہن کیساتھ  
نسبت نہیں جہیم کو دل کی چلن کیساتھ  
چشمک پرانی دل کو ہر جرج کہن کیساتھ  
تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کیساتھ  
صحبت نہا ہی کوہ میں بھی کو کہن کیساتھ  
دور و زہ روح کو ہے تعلق بد کہن کیساتھ  
قمری بھی جلکے خاک ہو سو چمن کیساتھ

بے تیغ قتل کرتا ہے برنا و پیر کو بڑ	ہے اوسکا بانکپن بھی عجب سادہ پن کیساتھ
کرتا ہے اجتناب رذیلو نے ہر شریف	رہتا نہیں ہما کبھی زناغ و زغن کیساتھ
منصور تجھ کو اپنے کلام فضول سے	آخر پڑا معاملہ دار و رسن کے ساتھ
اللہ خیر کیجو نازک بہت ہے دل	رہتا ہے اسکو ایک بتِ دانش کیساتھ
گلگشت میں بھی چین نہیں اہل درد کو	ہم نالہ کش چین میں ہیں مرغِ چین کیساتھ
اہل وطن ہیں جب نہ وہم و وفا کا نام	کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کیساتھ

دستِ جنون کو شغل ہیں مرگ و اثر	ہو گا کفن کیساتھ جو ہی پیر ہیں کیساتھ
--------------------------------	---------------------------------------

دل سے کیا پوچھتا ہے زلف گر گھیر سے پوچھ	اپنی سرشار کو احوال تو زنجیر سے پوچھ
میری جانا بازی کو جو ہر سے نہیں تو داف	کچھ کھلے ہیں تری شمشیر شمشیر سے پوچھ
پریش حال کو جاتی ہو کہاں ایسی	قیس کا حال ہے کیا قیس کی تصویب سے پوچھ
واقعہ راز نہیں پیر مغان سا کوئی	ہو دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پیر سے پوچھ
واقعہ لذت آزار نہیں ہر کوئی	کیا مزا ہے تری غم میں دل لگیر سے پوچھ
اگر نہیں گرمی الفت تو دہن میں ہی شمع	کسے تیری زبان لیتا ہے گلگیر سے پوچھ
اٹلی کیوں پڑتی ہے تدبیر بتا دی کوئی	ہم تو سب کام کیا کر تو میں تدبیر سے پوچھ

پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سی پوچھ

مجھے اسی دادِ محشر ہی یہ پرسش کیسی



یون تو استادِ فنِ شعر بہت گزرے  
کسکو کہتے ہیں غزل گویا اثرِ تیر سے پوچھ



بیتاب ہیں مرغانِ نفس اور زیادہ  
بڑھتی ہو نجاست سے گس اور زیادہ  
جبے چلے دُش تیجے دُش اور زیادہ  
آزگی آوازِ جرس اور زیادہ  
ارشاد کی حاجت نہیں ہیں اور زیادہ  
عمر اپنی ہوئی چند نفس اور زیادہ  
یت تو اسے ابر برس اور زیادہ  
تو اپنی کمرِ مجھ پہ نہ کس اور زیادہ  
کہتے ہیں وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ  
لازم ہو کرے گشتِ عسل اور زیادہ  
ہمیز سے ہو تیز فرس اور زیادہ  
دنیا میں رہیں چند نفس اور زیادہ

ہے جوش بہار آکے برس اور زیادہ  
زر ہو نو پہ ہوتی ہے ہوس اور زیادہ  
کر دیجے بوسوں کو عدو ہیں مری جان  
ہو شیارِ مجنون کہ قریب آگئی یلے  
کیا ذکر عدو سی تھی غرض بوجھ گئے ہم  
کیا جاسی مسرت ہو اگر عمر عدو سے  
جاسی بھی وہ بت آج تو جایا نہیں جا  
مین تیری نزاکت ہو ڈرا جاتا ہوں قاتل  
جب پزیرنے کو بیان کرتو ہیں آو  
ترکانِ حینِ دزدی لکرتو ہیں گھر گھر  
بڑھتی ہو سوا غم سے طبیعت کی روانی  
ہر پردہ جو ان کو پہی ہوئی ہے تمنا



پیری میں اثر شامت اعمال سے اکثر  
ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ

## یاسے تحتانی

جس چیز کی طالب ہو طبیعت نہیں ملتی  
ہے کون سا وہ کام کہ اجرت نہیں ملتی  
زلفوں سے شب تار کی رنگت نہیں ملتی  
بدریغ سے جان کو راحت نہیں ملتی  
اوی باد صبا تیری طبیعت نہیں ملتی  
ظالم مجھے دم لہیر کی فرصت نہیں ملتی  
اب تیری جفا میں بہن لذت نہیں ملتی  
کیا تجھ کو اذیت میں اذیت نہیں ملتی  
اس سخت کلامی سے تو جنت نہیں ملتی  
بیچارہ و نکو فریاد کی رخصت نہیں ملتی  
کچھ کیجئے مزدوری الفت نہیں ملتی

دولت نہیں ملتی ہو کہ عزت نہیں ملتی  
زاہد کو کہا کس نے کہ جنت نہیں ملتی  
پنجرہ سے تری چاند کی صورت نہیں ملتی  
مدت سے جو دل ہو تری بیدار کا خوگر  
آتی ہے مگر اوس گل رعنا کی گلی سے  
ہے دار پیاپے جو تری تیغ جفا کا  
کیا غیر ہوا طالب آزار ستگر  
ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہے او دل  
رند و نلو بر کہتے ہو چپ بھی رہو واعظ  
کیا ظلم ہے صبا داسیر ان قفس پر  
ثابت ہوا فراد تری کو کہنی سے

سینہ تو مرا از محبت سی بھرا ہے	اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی
گلزارِ جهان سیر کو قابل تو ہی لیکن	کیا سیر کریں سیر کی فرصت نہیں ملتی
کیا کوئی بتاؤ کہ میں آخر کو ہوا کیا	جب گم شدگی کو مری تربت نہیں ملتی
اب بتر غم پر ترے بیمارِ حُسن کو بڑ	پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ملتی
دل کو نسی ساعت میں دیا تھا تجھ کو ظالم	افسوس کہ اب مجھ کو وہ ساعت نہیں ملتی
دل کو کبھی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق	جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی
اکسیر سمجھ خاک درِ شاہِ نجف کو	بڑ عشق علی فقر کی دولت نہیں ملتی
او فلسفی کچھ عقل لڑا ساتھ ہمارے	اثبات دہن پر بہنِ حُسن نہیں ملتی
اس عہد میں کیا حال بربادیِ شرف کا	سرکار میں دو پیسہ کی خدمت نہیں ملتی
تشبیہ تو دین چاند کو چہرے سے تمہارے	و نخواستہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی
صحراے محبت میں دل گم شدگان کو	کچھ آپ سوايِ خضر ہدایت نہیں ملتی



کیا حال دل زار اثرِ تجھ کو سناے  
بیچارے کو گفتار کی طاقت نہیں ملتی



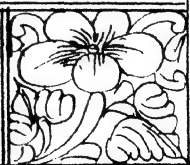
سمجھ کے دل نو مزیار کی جفا کیلئے	دورانِ زخم کھلے شور مہربا کے لئے
تری سرشت ہواے یارِ بیوفائی کی	وفانہ تیرے لہجے نہ تو وفا کیلئے

بتو نے عشق کر رکھو کیوں کوئی خدا کیلئے  
 عذاب اور کوئی گڑھ مری سزا کیلئے  
 یہ عرصہ اور کہاں نالہ رسا کے لئے  
 بہانہ چاہئے کچھ آمد قضا کے لئے  
 ہلی زبان نہ کبھی عرض دعا کے لئے  
 بہار شوق میں گل نو قدم صبا کیلئے  
 نکالا اپنے یہ رخ نیا حیا کے لئے  
 بنادی تیرے روزن کوئی ہوا کیلئے  
 جو خاک چھانٹ کر پھر تو میں کیسا کیلئے  
 ضرور جسم نہیں روح کی بقا کیلئے  
 ستم روا نہیں رکھنا کوئی گدا کیلئے

جہان کی خیر نہیں حال عاقبت معلوم  
 جہیم کیا ہو گنہگار عشق کو واعظ  
 نخل کو جام جو سینہ سے پھر کہاں جاے  
 رقیب آیا ہے لیکر پیام دلبر کا  
 گئی نہ عشق حسینا میں اپنی خود داری  
 خبر جو لیگی گلشن میں تیری آمد کی  
 مری طرف سے عدد و کی طرف کیا سنہ کو  
 طپان ہو محبس سینہ میں اپنا دل قائل  
 او نہیں خبر نہیں اکیسہ کساری کی  
 مدار عالم اعلیٰ نہیں ہے اسفل پر  
 نہ اپنی دوسرا دٹھا مجھ کو ایشہ خوابان



ازبان کھلی ہی نہیں اضطرابِ دل سوا شر  
 اوٹھا سر رکھے ہاتھوں کو ہم دعا کیلئے



کشتی مری نجات کو ساحل سے جا ملے  
 چلائے ہم کہ ہم کو دل مبتلا ملے

یارب ترے کرم کی موافق ہوا ملے  
 روز ازل جو پوچھا گیا کس کو کیا ملے

خوگر ہو جسکے ناز کا وہ اے خدا ملے	خو روئے دل کو لطف پس مرگ کیا ملے
جنت میں دل دکھانیکو وہ بیوفا ملے	یار بے ہی سزا ہمیں روزِ جزا ملے
وہ غیر کی گلی میں ملے ہی تو کیا ملے	منا اسی کو کہتے ہیں اے بخت نارا ملے
آنسو میں لخت ہاں دل زار آ ملے	آیا خیال میں جو تیرا خنجر مڑا ملے
کیا ای جنوں سی کیلے دستِ پا ملے	جاسم کو تار تار کروں دشت میں بھردن ملے
ایسی کوئی شراب ہمیں ساقیا ملے	بدستِ طاؤن داوڑِ محشر کے سامنے ملے
حضرت مجھے تو آپ بڑے باخدا ملے	اس اتقا پہ شیخِ جی حوروں کا اشتیاق ملے
آنکھوں میں رکھ لیں خار اگر زیر پا ملے	دشمن کو دل کو بھی نکرین پامال ہم ملے
تجھ کو یہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے	ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں ملے



عجالتِ سوز فغانِ عدم کی ہم ای اثر  
پیچھے تو رہ گئے تھے مگر اونٹ سے جا ملے



وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی	وا حسرتا وہ زرم وہ صحبت نہیں رہی
ہم کو بھی اونٹ سے جاے شکایت نہیں رہی	جب دوستوں کو ہے محبت نہیں رہی
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں رہی	کارِ سچ شدتِ آزار نے کیا
کس دن تری گلی میں قیامت نہیں رہی	واعظ کا ہو بیان کہ آئیگی ایک روز

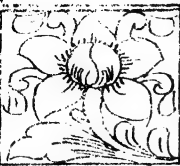
دل احتیاط وضع سوا آہ تنگ تھا || اب شاد ہو کہ ضبط کی طاقت نہیں رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس و اثر  
دا حسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں رہی

آواز صور کون سنیکا خار سے  
لیٹا یا اوسنے غیر کو اپنی کنار سے  
اسال ڈر ہو جوشش فضل بہار سے  
لی ہو شمیم گیسوے مشکین یار سے  
گلشن میں آمد آمد فضل بہار سے  
پیری میں دل کو ربط ہے اک گلزار سے  
ہو وہ سج دم مری لیلیٰ جو قم کہے  
کیا ہی کیا ہو خشک مجھے تو نوری جنون  
پھیلا کو بانو چین سے لیتے جہان بشر  
ہم خاک ہو کو کوچہ جانان میں رہ گئے  
شرمندگی جرم دلیل نجات ہے  
آزاد باغ دہر میں رہ سرود کی طرح

میکش تو اوٹھنے والی نہیں ہیں مزار سے  
یہ کم نہیں ہو مجھ کو عذاب فشار سے  
شاخیں نہ بچھٹ پڑیں کہیں بھولو گوار سے  
یا انوسیم آتی ہے دشت تار سے  
دل بلبلیوں کو جانی لگے اختیار سے  
اپنی خزان بھی کم نہیں فضل بہار سے  
مجنون کفن کو مچھاڑ کو نکلے مزار سے  
ڈرتی ہیں خار دشت مری جسم زار سے  
ای دل کو ہی مکان نہیں بہتر مزار سے  
مرنگے بعد بھی نہ ٹلے کوے یار سے  
ہوتا ہو شر مسافر خدا اثر مسار سے  
مطلب کچھ خزان سے نہ حاجت بہار سے

اسی دل تری مراد بر آئیگی ایک روز  
مایوس ہونہ رحمت پروردگار سے



کرتا ہوں ضبط آہ و کرنا بھی اثر  
جلنے لگے جہاں نفس شعلہ بار سے



کچھ نہ کچھ اوس سے جا لگا آئی  
رات آئی کہ اک بلا آئی  
نیند آئی اوسے تو کیسا آئی  
میرے دکھ کی نہ جب دوا آئی  
ور نہ جان لب پہ بار ہا آئی  
کیسے کوچہ سے اے صبا آئی  
ہاں کیوں اوس پہ اخذ آئی  
یاد جسم تری ادا آئی

راہ پر کب تو اے صبا آئی  
تیرے ہجو رنم زدہ کو پھیر  
سوت کا اشتیاق جس کو ہو  
آپ سے اے مسیح کیا مطلب  
سخت جانی ہے زندگی کا سبب  
نکھت زلف عنبرین پھیلی  
یون ہی آنا جو تھا طبیعت کا  
صحبت حور میں کرینگے کیسا



پانو پر ادسے تھا اثر کا سر  
کہ اسی حال میں قصہ آئی



بیدی سے گور کا پہلو نظر آیا مجھے  
اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

غیر کے پہلو میں جسم تو نظر آیا مجھے  
یار کے قابو میں دیکر ادس کو بے قابو کیا

گورے گوری گال پر صاحب نہیں خال  
ملک انگلستان میں ہندو نظر آیا مجھ

رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے  
تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے :

مرنے پہ بھی راجو بھی اضطراب ل  
ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے :

بدناسیون کا خوف اگر یوں لگا رہا  
تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے

دل سیکو اگر دے ہوتے  
کاش اسے رحم داور محشر  
جب نہیں اس زندگی کیسی  
سوزن خار تکو لازم بھتا  
مفت مال گدا نہ لیتے آپ  
یون نہ بیکار ہم جے ہوتے  
ہم گنہہ اور بھی کئے ہوتے  
کس توقع پہ ہم جے ہوتے  
جیب و داماں مری سے ہوتے  
لیکے دل کچھ ہمیں دے ہوتے

کتنے کیونکر اثر بہار کے دن  
نے سے تو بہ اگر کئے ہوتے

تھیں شرم ستم ہے کب کسی سے  
کسی پر جب نہیں مرتے ہوا و خضر  
تھاری کیا سنیں ای و اعظ شہر  
یہ نیچی آنکھیں ہیں اوپر کے جی سے  
میں باز آیا تمھاری زندگی سے  
نہیں رندوں کو فرصت میکشی سے

ارم فردوس جنت ہین کہاوت | کوئی جاے کہاں تیری گلی سے



خدا کی یاد سے غفلت کہاں تک  
اثر باز آہوں کی بندگی سے



دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے  
پھر نگلش کیطرن بلبل شیدا دیکھے  
جزین گل آئی نظر قطریں میں دریا دیکھے  
جسطح دور سے دریا کو پیاسا دیکھے  
ڈاب میں عاشق و محشوق جو بچا دیکھے  
اپن دل ہی میں جمال رخ لیلیٰ دیکھے  
کہ نہیں دشت محبت کو وہ رستا دیکھے  
پھار کر پردہ محل مجھے لیلیٰ دیکھے  
اور کوئی دل بیتاب کو سمجھا دیکھے  
کتنے آئی ہوئی ان آنکھوں میں فردا دیکھے  
اوسکے کو صہ میں یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے  
کب تک ایسا کیسا کوئی رستا دیکھے

آنکھ والا تری جو بن کا تماشا دیکھے  
روے رنگین جو تراو گل رعنا دیکھے  
دل اگر دیدہ وحدت سے تماشا دیکھے  
چشم لب کو تری دیکھتے ہیں یوں عاشق  
چٹکیان رشک لیں زمین ہمارا کمال  
چشم مجنون ہو اگر پردہ غفلت اوٹھا جا  
کیا رکھیں جعفر سے ہم چشم ہدایت و دل  
میں ہوں یقین وہ مجنون کہ بچشم حیرت  
تجھے ایسا صامع نادان یہ سمجھنے کا نہیں  
کوئی فردا بھی نہ فردا کی قیامت نکلا  
مجھ کو ہنگامہ محشر کا یقین ہو واعظ  
انتظاری میں ہو دیدہ گریبان خضت





شہسواری سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر  
تو سن طبع مرے سامنے چکا دیکھے



پلاس پھولتو ہی بنے بن میں آگ لگی  
خبرے بیل نادان وطن میں آگ لگی  
کفن پہنتے ہی سارے کفن میں آگ لگی  
ملک پکارینگے چرخ کہن میں آگ لگی  
روان شیخ و دل بہمن میں آگ لگی  
ترے لبوں سے عقیقہ میں آگ لگی  
نہال رزوی کو کہن میں آگ لگی  
دماغ آہوے دشت حق میں آگ لگی

نہ صرف گل کی بدولت چن میں آگ لگی  
فروغ لالہ و گل سے چن میں آگ لگی  
پس فتاحی رہی جسم میں حرارت عشق  
ہوا بلند اگر نالہ شرار افشان  
بتوں کے شعلہ رخسار کی حرارت سے  
نہیں رنگ فروزان ہو آتش غیرت  
ہر ابھرا نہو کیوں نخل عشرت خسرو  
جو بوی زلف کی گرمی صبا نے پہونچائی



مری کلام شرر بار کے اثر سے اثر  
عدو کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی



روز جزا بھی ہر تجھے اسکی خبر بھی ہے  
گلشن بھی ہے شراب بھی ہوا برتر بھی ہے  
ای بلیل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے

بیداد کر رہا ہے کوئی داد گر بھی ہے  
سامان عیش آج مہیا ہے میکشو  
گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے

راحت بغیر رنج میسر نہو کبھی پڑا	دارو درد دسر کہیں درد دسر بھی ہے
کسکو کہوں کہ نالگو لگا پہلے ایسج	زخمی کیسکے تیر کا دل بھی جگر بھی ہے
مشکو رسنگ یزہ اطفال ہی نہیں	سرسرید بار منت دیوار درد بھی ہے

مقتل میں مری لاش کو سفاک دیکھ کر	کہنے لگا کہ شتو نہیں ہوئی اثر بھی ہے
----------------------------------	--------------------------------------

کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے	دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے
از بسکہ کاوش ستم گلخزار ہے	سیر چمن سے دل جو مرا خار ہے
برق فروغ حسن ہے ناکامی نگاہ	نظارہ سوز عارض تابان یار ہے
کمزوری بدن سو ہے بیکاری جنون	ورنہ قریب سر کے تو دیوار یار ہے
کھینچا ستم سو ہاتھ جو اوسنے تو غم نہیں	اسی دل یہ کیا یوم کہ وہ غفلت شکار ہے
کسبِ لِ حزن نہیں بیکار بعد مرگ	داغ شب فراق چراغ مزار ہے
خارِ خزانِ نوبائی جگہ روبرو گل	دندانِ نمایہ خندہ صبح بہار ہے
ای رشک تجھے خوب ملی مجھ کو دامرگ	دہ بوچھٹے ہیں غیر سے کما مزار ہے
برے ہو کیسا آتشِ حسرت کو التہاب	خورشیدِ حشر سایہ ابر بہار ہے
کس بڑی میں ای مری مالک پڑی جان	دل پر ہو اختیار نہ قابو میں یار ہے



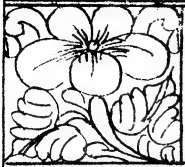
گرمی مرے کلام میں کیونکر نہ ہوا اثر  
سوز غم درون سو نفس شعلہ یار ہے



ہر دانت بھی غیرت وہ دُہرِ عدنی ہے  
فراد یہ بیکار تری کو کہنی ہے  
ہو نوک مژہ یا کوئی برچھی کی انی ہے  
ای رشک چمن کیا تری نازک ٹانی ہے  
دل غنچہ کا پر خون ہو وہ غنچہ دہنی ہے  
پامال تری چال کا سرو چینی ہے  
ہر آن مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے  
بر تیرے مری جان عجب جان پہننی ہے  
اک آفت جا نگاہ وہ گردن زدنی ہے  
ہو گا دھچی ناصح نادان شدنی ہے  
مرنے پہ کھن ہو گی جوتن پر کھنی ہے  
دل تیرے گدایان محبت کا غنی ہے  
ایواہل وطن ہر مکہ وطن بی وطنی ہے

شرمندہ لبوں سے جو عقیق یمینی ہے  
شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے  
خستہ ہو جگر زخمی ہو دل جان پہننی ہے  
ہو بستر گل پر بھی تجھے چین نہ آرام  
ہو غرقِ خجالت گل ترگا لونکے آگے  
گر کبک ہو وارفتہ رفتار عجب کیا  
کیا دیکھ لیا ہو کہ جسے دیکھ کے ظالم  
لے جلد خبرا تو برا حال ہے دل کا  
پھر تا ہی ادبھارے جو تجھے غیر سپہ رو  
ہم ترک کرین یا نہ کرین یار سو ملنا  
کام آئیگی اک روز غریبا لوطنی میں  
اسی پادشہ حسن تقاضا و طلب سے  
دم بھر بھی نہ آرام سو رہنے دیا تنے

اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل وہ بت جسے تو چاہتا ہے رام جی ہے



باتو نہیں لگا لیتے ہیں شیریں دہنوں کو  
حصہ میں اثر آپکے شیریں سخن ہے



تو سر پر ہے ظالم جدھر جاے کوئی  
تری آنکھ سے جو اتر جاے کوئی  
بجا ہو اگر تجھ پہ مر جاے کوئی  
تمہاری گلی میں اگر جاے کوئی  
تمہارے ڈرانے سے ڈر جاے کوئی  
غضب ہوا اگر اونکے گھر جاے کوئی  
رکھے ہاتھ پر اپنا سر جاے کوئی  
عدم کی جولائے خبر جاے کوئی  
اگر اونکے گھر نامہ بر جاے کوئی  
ستم زیر دستوں پہ کر جاے کوئی

فلک تجھے بچکر کہہ رہا ہے کوئی  
پھر اُوٹھے ناشک چکیدہ کی صورت  
قیامت کا قد ہے بلا کی ہیں آنکھیں  
رہے خاک ہو کر اوسے سر زمین کی  
کرم کا خدا کے یقین جب ہو واعظ  
گلی میں تو اغیار کرتے ہیں جھگڑے  
اگر کوئے قاتل کا ہو شوق دل میں  
یہ کہہ دو کہ ہم کو بھی ہمراہ لے لے  
اوڑیں اوسے پر زری وہیں خط کیصوت  
خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے



جسے کچھ تعلق نہ ہو مال و زر سے  
ستانے اوسے کیوں اتر جاے کوئی



جام مے موٹھ سے لگا دے ساقی	اپنے ہاتھوں سے پلا دے ساقی
غم مرے دل سے بھلا دے ساقی	مجھے بیہوش بنادے ساقی
ساعز و جام اوٹھا دے ساقی	خم کا خم موٹھ سے لگا دے ساقی
کر چکے حسانہ خسار تہی۔	میکشواب تمھیں کیا دے ساقی
رند بے زر کی خبر لیتا ہے	اور توفیق خدا دے ساقی
نشدین ذکر سنون حوروں کا	کوئی واعظ کو بلا دے ساقی
مے پرستی میں ہے گلشن کی حوس	زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی
محتسب بندہ میحسانہ ہو	چشم میگون جو دکھا دے ساقی
ہوش آنے لگے جدم مجھ کو	تھوڑی مے موٹھ میں چوادی ساقی

کیا یہ ستانہ اثر کی ہے غزل	مے پرستوں کو سنا دے ساقی
----------------------------	--------------------------

سبب شور و شغف اہل جہان کا کیا ہے	عمر دور و زہ کو نافہموں کی سمجھا کیا ہے
عہد پیری میں طلب گاری دنیا کیا ہے	عمر آخر ہوئی جینے کا بھروسہ کیا ہے
پوچھتے تارک دنیا سے بُرائی اسکی	کیا خبط الہیہ دنیا کو کہ دنیا کیا ہے
ہاں بن سبک بگڑ جاتی ہیں شکلیں کیا کیا	مطلب اس عالم فانی کا خدا کیا ہے

اور کچھ روز جین اسکی تمنا کیا ہے

لذت ہستی و اندازہ لذت معلوم



دل گرفتہ نہ ہونا سازی دنیا سے اثر  
ہے غلام شہ مردان تجھے پروا کیا ہے



شکل روزی کی اک تصوف ہے

شیخ کے حال پر تاسف ہے

اوسکے اس روزگار پر یق ہے

جسکی اوقات ہو تصوف پر

اونے بندے کو بھی تعریف ہے

جنکو دعویٰ ہے حق شناسی کا

معرفت سے نہ کچھ تشرف ہے

نہ تو عرفان کے ادنین ہیں انداز

کیسا اسلام صد تاسف ہے

کیسی حکم خدا کی تعمیل ہے

دین کا دین ہی تصرف ہے

کون سے امر دین کو کہئے ہے

وہی اس عہد میں تصوف ہے

دین احمد سے ہو جو باہر بات

شیخ کا مال بے تکلف ہے

مال جو کچھ ہے ہو قوفون کا ہے



اس تصرف سوا اثر کوئی ہے  
اور کوئی نہیں تصرف ہے



رہتی تھی غشی مجھ کو نہ دود و پھری

پہلے تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی

آنکھیں زما کرتی تھیں اشک و سوزی

اس گریہ ہر لحظہ سے ہول و ٹھٹھا دہلین

تادیکھ سکے یا رتری موے کمر کو  
 دنیا کی خرابی ہو نہ عقبی کی مصرت  
 شمشیر حوادث سے جو انسان کو بچا  
 جو کچھ کہیں شاعر انھیں ایسا بربحا ہی  
 کیا تاب کہ ہو یا رکرو دانتوں کے مقابل  
 ہے رنگ تر چہرہ روشن کا زالا  
 اغیار کو ہون کان کھڑی سنتے ہی جھکو  
 چل نکلے تجھے چھوڑ کے ہم قافلہ تیرے  
 ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ  
 ہوشان بند ادوس بت کجرو کی طبیعت  
 مرغان قفس دگئے دم بھر میں پھڑک کر  
 ہم تیری جفا دیدہ نہیں دیکھ سکنگے  
 ادوس گل سے لگا آئینگی یوں میری طرف

لائی کوئی باریک کہاٹے نظر ایسی  
 پیدا کرے اوقات کی صورت بشری  
 جزا الفت حیدر نہیں ای دل سپری  
 ایسا نہ دہن دیکھانہ دیکھی کمر ایسی  
 پیدا تو کر پیلے صفائی گہرا ایسی  
 رکھتا ہی صباحت کہان روک سحر ایسی  
 کہنا نہ وہاں بات کوئی نامہ برسی  
 سوتا ہے کوئی نیند بھی ایسی بھر  
 پائی ہو فلک دریاں عالی نظری  
 بی راہ تھی کس طرح ہوئی راہ پر ایسی  
 کیا لائی صبا جاکر چین سے خبر ایسی  
 اغیار پہ ہے چشم عنایت اگر ایسی  
 امید نہ تھی تجھے نیم سحر ایسی



ہے تمیر کے انداز کو خستہ جگری شرط

لاے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی



خانہ شرح آہ آتشبار سے  
 حسرت دید رخ دلدار سے  
 ابر آے جھومتے کہار سے  
 کام کیا تھا ہلکو کوئے یار سے  
 دیدہ گریان تو یوں رکتے نہیں  
 جوشش حیرت سے کوئے یار میں  
 سبزہ نوخیز کا تختہ بنا  
 بھر دے ہن گوش گلہائے چمن  
 تلخ باتیں کہیں نہیں بیدردنے  
 بنکے علقہ ہجر کی شب اوڑ گئی  
 کانپتا ہے بید مجنون کی طرح  
 ذرہ ذرہ غیرت خورشید ہے  
 دشت میں ہر شب سنا کرتے ہیں ہم  
 تیرا ہمیں محبت نزع میں  
 اے بت نازک تری پتلی کمر

کم نہیں منقار موسیقار سے  
 ہو گئے ہم نرگس بمبار سے  
 کون جاے خانہ خمار سے  
 آئے اسی دل یان تری اصرار سے  
 سی دی اے غم آنسوؤں کے تار سے  
 ہو گئے ہم نقش بردیوار سے  
 آئینہ عکس خطر خسار سے  
 تو نے بلبیل نالہ ہائے زار سے  
 زہر ٹپکا لعل شکر بار سے  
 نیند میرے دیدہ بیدار سے  
 قیس میری وادی پر خار سے  
 کئے جھانکار وزن دیوار سے  
 قصہ مجنون زبان خار سے  
 سر کو ٹکرایا کیسا دیوار سے  
 ہے مشابہ میر جسم زار سے



ہوں وہ بلبیل ہڈیاں میری چوکھا | نغمے زارغ کی منقار سے

غم میں تنہائی ہے راحت اس اثر | کیوں نہ بھاگوں صحبت غمخوار سے

مر گئے ہیں صد مہ برق پر نور سے | اے ستم بنوا ہماری قبر سنگ طور سے

ای کلیم اللہ اوس بت کو رخ پر نور سے | اپنی داغ دل پہ روشن چراغ طور سے

اس سے پروانہ جلو اوس سے جلو انسا نکال | شمع کو نسبت نہیں تیری رخ پر نور سے

نستی فصل بہاری کو اثر سے ہو گئے | سحر زاہد کو داندانہ انگور سے

اوی پری سایہ تری وحشی کو صحرائیں نہیں | مثل مجنوں بھاگتے ہیں بید مجنوں سے

کسکے دلمیں ناصحا عشق حسین ہوتا نہیں | دلکو بہلاتا ہو زاہد بھی خیال جوڑ سے

برق سے کچھ کم نہیں جد میں اوس فکال آج | توڑ کیا شمشیر کی ہر تیز سنگ طع سے

کس قدر یارب ہوا ہو یادہ گوی کو دریا | ہیں انا الحق کہنے والے سیکڑوں منصور سے

بُعد سے پس پانہیں ہو تو گرم میں اہل دل | راہ ملتی ہے مسافر کو چراغ دور سے

کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہو | گور کی ظلمت نہیں جاتی چراغ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہو سراسر جان گسل | ہاتھ اٹھایا اس اثر میں دل زنجور سے

ہاتھ اٹھایا اس اثر میں دل زنجور سے

دم گھسا جاتا ہوں دے رخصت فرما دیجھے  
فصل گل آئی ہے کر قید سو آزاد مجھے  
قید سو تب کیا صیاد فی آزاد مجھے  
لئے جاتا ہے کہاں ادول نل شاد مجھے  
مکتب عشق میں کہتے رہے استاد مجھے  
اس سو مقصود نہیں شکوہ بیدار مجھے  
بیریاں پانوں میں رکھ رہے جداد مجھے  
اسی سنگم نہیں جب عادت فرما دیجھے

طاقت ضبط فغان بنہیں صیاد مجھے  
ہوس سیر گلستان ہوئی صیاد مجھے  
کر چکی جب مری پرواز کی طاقت پرواز  
راہ عجلت کو ندر کام نگر بے سوچنے  
لیگئے مجھے نہ سبقت کبھی قیس فرما د  
نالہ کرتا ہوں تقاضاے جفا کے تازہ  
کوئی جانان سی نہ لیجاوی جنون صحر اکو  
داوڑ حشر سے کیا داد جفا کی اسید





خون بہا لیتا ہوں جب ش جنوں میں تار  
خار صحر ہے اثر نشتر فساد مجھے



تجھ کو واعظ خدا خراب کرے  
لطف فرمائے یا عتاب کرے  
بات کی بات میں خراب کرے  
ذرہ کو رشک آفتاب کرے  
بحر سے ہم سہری جباب کرے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے  
سب ہی موقوف اس کی مرضی پر  
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے  
کچھ نہیں دد راد سکی قدرت سے  
زور گردے وہ نا تو انون کو ۛ

ترک کیونکر کوئی شراب کرے	بجودمی کا بھی ایک عالم ہے
کوئی کیون حسرت شباب کرے	حسرتوں کے ہجوم کا ہے وقت
مشق گریہ ابھی سحاب کرے	دیدہ ترین اور بابت ہے
انہن کیا کوئی انتحاب کرے	سب بتو کا ہے ایک ہی انداز
تیرا سوچتا ہے کہ تو جواب کرے	سوچ نہ لگ دن لبونے اے غنچہ

	اے اثر تیرے شور نالہ سے	
	کسطح کوئی شب کو خواب کرے	

ہوایان کی ناساز پا کر چلے	دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے
ہمیں خاک میں کیون ملا کر چلے	وہ مردوں کو زندہ بنا کر چلے
وہ جب آئے ہکھو رولا کر چلے	کسی ڈھب سے دلوں دکھا کر چلے
وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے	موسے پر بھی ہم سو ہے اونکو غبار
قیامت کا عالم بپا کر چلے	گئے سیر کو غریبان کو جب
ہمیں آپ ایسا برا کر چلے	نہ دنیا کے قابل نہ دین کر ہے
تو بیکار گھر سے نہا کر چلے	جو عطا خاک ہی ہم پر یوں ڈالنا
حق عاشقی ہم ادا کر چلے	کئے جان و ایمان تجھ پر نثار

نہ آیا اونھیں کچھ بھی خوفِ خدا	ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے
ملائے سفر سے اعمال کو	جو کرنا تھا ہم اے خدا کر چلے
ہم عاشق ہیں موسیٰ نہیں ہیں جو آپ	ہمیں لن ترانی سنا کر چلے
پیہر تھے پیارے عاشق نہ تھے	جھنیں آپ بالابتا کر چلے
چلے کس لئے آتے ہی جان من	جو وعدہ کیا تھا وفا کر چلے
جو ایسا ہی جانا ہوا تو تھے کیوں	یہ کیا آئے تم اور اگر چلے
افاقہ کی صورت نہ کوئی ہوئی	بہت درد دل کی دوا کر چلے
نہیں وقت اب تو دوا کا کہ لوگ	اعادت کو آئے دعا کر چلے
ترے پاس اب تو چلے اے کریم	بھلا کر چلے یا بڑا کر چلے
سہارا ہے تیرے کرم کا ہمیں	نہیں اسکی پروا کہ کیا کر چلے

اشرباغ دنیا سے گل کی طرح	جو ہوزر بکف زلٹا کر چلے
--------------------------	-------------------------

جیسا تھا حسن یا رہا باقی ہے	وہی اگلی بہار باقی ہے
روز کہتا ہوں تجھ پر مٹا ہوں	اپنا کیا اعتبار باقی ہے
دم نکلنے میں کوئی دیر نہیں	اک ترا انتظار باقی ہے

تھوڑی فصل بہار باقی ہے  
اب تجھے کیا غبار باقی ہے  
دل کو کیا انتظار باقی ہے  
سیکشی کا خسار باقی ہے

اب بھی لچل چپن میں اے صیاد  
کرچکا میری خاک تک برباد  
قبر میں پیٹھ کیوں نہیں لگتی ؟  
وہ عروج نشاط بزم کہاں



اور کوئی نشان اثر کا نہیں  
کچھ نشانِ مزار باقی ہے



ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے  
سہرہ کو چہ و بازار لئے پھرتی ہے  
جستجوئے کمر بار لئے پھرتی ہے  
آج تک حسرت دیدار لئے پھرتی ہے  
مشعل آہ شب تار لئے پھرتی ہے  
چونچ میں گل کی جگہ غار لئے پھرتی ہے  
تمکو اے کافر و دیندار لئے پھرتی ہے  
ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے  
دخت رز شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے

خُن کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے  
دربد حسرت دلدار لئے پھرتی ہے  
عدم آباد میں آنیکا سب سے ظاہر  
دیکھا ای جان جہاں شمسِ فرود زرات  
دلِ سوزان ہو نہیں کوئی نشانِ ظلمت  
آؤ ہی فصلِ خزانِ بلبلِ شیدا بہکی  
دیر و مسجد میں تناسے زیارت کسکی  
دشت میں قیس کو کیا آؤ نظر جب لیلی  
دخو ر ساغیرین نہیں کفِ سر بادہ باقی

خون فرادے بیچیں ہر روح شیریں	بیتوں نے بھی گران بار لے پھرتی ہے
گل سو کیوں کہنہ ہیر دیتی ہے پیام بلبل	اپنی سر باد صبا بار لے پھرتی ہے
مانتا ہی نہیں بلی کی کرے کیا بلی	ساتھ میں قیس کو ناچار لے پھرتی ہے
صدمہ پہونچا کسی گل کو کہ چمن میں بلبل	خون میں ڈوبی ہوئی منقار لے پھرتی ہے
کشتہ ناز کی تربت ملیگی بلبل	برگ گل چو نچ میں بیکار لے پھرتی ہے
طاہر دل کو ہواے خم زلف صیاد	صورت مرغ گرفتار لے پھرتی ہے
جنبش باپو ہے انداز قیامت برپا	ساتھ محشر تری رفتار لے پھرتی ہے
کوہکن خود تو سبکدوش ہوا پر شیریں	سر پہ الزام کا کہسار لے پھرتی ہے
دشت غربت میں نہیں پھرتا ہونچ آوار	گردش چرخ ستمگار لے پھرتی ہے
ساتھ دنیا کا نہیں طالب دنیا دے	اپنی کتون کو یہ مردار لے پھرتی ہے



حسرت دیدار حضرت آتش کی طرح  
پیش رو زن پس دیوار لے پھرتی ہے



فسانہ مرا سنے گھبرا گئے	ادھن اپنے اعمال یاد آ گئے
وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے	ہمیں دیکھ کر آج شرم آ گئے
عذاب شب ہجر زاہد بنو چھ	ہم اپنوں کے کی سزا پا گئے

میری لاش کے ساتھ اعدائے  
وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے  
خدا جانے کیوں لکویں بھلا گئے  
سرطور بیکار موسے گئے  
عجب کیا جوازہ کو یاد آ گئے

ستم تو فی مردے پہ جائز رکھا  
جنسین لوگ رہتے تھے گھیرے ہوئے  
بتو دشمن جان و ایمان ہو تم :  
ہر اک سنگین جلوہ یار تھا  
کبھی تم بھی کعبہ میں تھے اے بتو



اثر کو سمجھ لو کہ مہان ہیں اب  
یہی ہے کہ امروز فردا گئے



آدمی کو فکر عقبے چاہئے  
ہے جسے مرنا اوسے کیا چاہئے  
ہر قدم پر فضل مولے چاہئے  
نیک و بد کو خوب سمجھا چاہئے  
نفس مارہ کو مارا چاہئے  
کشتی مے سے کنار چاہئے  
مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے  
لذت غم کو چھپایا چاہئے

اس جہان کی کیا تمنا چاہئے  
کچھ نہیں درکار اسباب جہان  
راہ حق دشوار ہی دشوار ہے  
ہے سمجھ ہی پر مدار عاقبت  
کیا ہوا مارے اگر شیر و نہنگ  
غرق ہی ہوتے گئے اسکے سوار  
ہیں شفیقہ قول شیخ و برہمن  
غیر غنوار ہے آمادہ نہو :

چاہئے غیروں کو جتنا چاہئے  
اب وہ کیا کرتے ہیں دیکھا چاہئے  
تجھ سا اک ہنگامہ آرا چاہئے  
ان بتوں کا زور دیکھا چاہئے  
خضر کے جینے پہ رو یا چاہئے

صبر میں پورا ہمیں پائیگے آپ  
کر چکے برباد میری خاک تک  
رونق ہنگامہ کو محشر کے دن  
اک خدائی کو لئے ہیں ہاتھ میں  
زندگی بے عشق حکم موت ہے



سرو بال و دوش ہے تو بھی اثر  
اوسکے ابرو کا اشار چاہئے



ہم رنڈ خدا چھوڑ سہارا نہیں کہتے  
قارون کو خزانہ کی بھی پروا نہیں کہتے  
ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں کہتے  
پروا کریں کس چیز کی ہم کیا نہیں کہتے  
آگ مری اک کاہ کا رتبہ نہیں رکھتے  
دنیا کی طلب طالب مولیٰ نہیں کہتے  
ہم تیرے سوا کوئی وسیلا نہیں رکھتے  
عاشق تری قارون کا خزانہ نہیں کہتے

زاہد کی طرح زہد پہ تکیا نہیں رکھتے  
آزاد غم دولت دنیا نہیں رکھتے  
عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے  
دل گنج قناعت کی بدولت ہی تو نگر  
تو کوہ اگر لعل بدخشان سے بھری ہو  
جو طالب دنیا کی دنی ہیں اونہیں کہہ دو  
دارین میں ایسا نائب سلطان و عالم  
کیا نذر کریں دل کو سوا اس شہ خوبان



راضی بردناہیں ترے آزاد محبت جینے کی ہوس موت کی پروا نہیں رکھتے



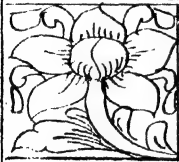
پوشیدہ جو دل میں ہے اشتراق کی دہشت  
ہم اسکے سوا اور دینا نہیں رکھتے



مجھے نہ کہو پاس عدو کا نہیں رکھتے  
قسمت سے کلا بخت سے شکوہ نہیں رکھتے  
شمشاد اگر چہرہ زیبا نہیں رکھتے  
جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے  
تم سر مرض عشق نہ جائیگا طلبیہ  
جو دل غم دہی ہن تری فرقت میں جنور  
سر پھوڑی دو چارہ گرو ماتھ نہ رو کو  
بیخوف نہ کیوں عرصہ محشر میں نہ آئیں  
دل نہ بچے سر پھوڑے مر جائے لیکن  
اغیار سے کیوں بنج کریں تیر کو تم کا  
منکر ہیں تری حسن دل افروز سر محرم  
کافی ہو تری مست نگاہوں کا تصور

کیا مجھ کو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں رکھتے  
صد شکر کہ ہم شیوہ اعدا نہیں رکھتے  
اسو شک چن گل قدا لا نہیں رکھتے  
جینے کی ہوس عاشق شیدا نہیں رکھتے  
اس دکھ کی دوا حضرت عیسیٰ نہیں رکھتے  
اسو غیرت گل لالہ صحرانہیں رکھتے  
بیکار کسی شخص کو بھلا نہیں رکھتے  
واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں رکھتے  
یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجہ نہیں رکھتے  
ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں رکھتے  
کیا دیکھیں تجھے دیدہ مبیا نہیں رکھتے  
ہم آرزویشہ صہبا نہیں رکھتے

لبا دینے ہیں جان بخش نہیں اس میں سچ کچھ	پر میری لئے حکم مسیحا نہیں رکھتے
جلا دے گا تھون مری پر ز تو اڑینگے	افسوس کہ وہ قصد تماشا نہیں رکھتے
دل حیر کے خون خچہ قاتل میں لگائیں	اتنا تو کلیجا مرے اعدا نہیں رکھتے
شکوہوں سے دل ادھکا تو بھرا ہوا ہدم	باتوں سے دکھاتی ہیں کہ گویا نہیں رکھتے
افسردہ مزاجی نے بنایا نہیں سیکار	وہ دل نہیں رکھتے وہ کلیجا نہیں رکھتے
پہونچی ہو کہاں اونکی عداوت کی ترقی	وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے



آنسو ہیں کہ جاری ہیں اثر دیدہ تر سے  
روزی کے سدا تم کوئی دھندا نہیں رکھتے



اے شمع تو ہی بزم سے با چشم تر گئی	ہم شکل دودا آہ نسیم سحر گئی :
دل سے عدو کے تیر کی صورت گزر گئی	آہ شب فراق مری کام کر گئی :
تیری نگاہ اور کہ صر بد نظر گئی :	دل کی طرف گئی کبھی سو می جگر گئی
کیا آواے صبا مجھے پرواز کا خیال	مدت ہوئی کہ آرزوی بال و پر گئی
مشق جفا کے خوف سے روز لگا عدو	جب دس ستم شعار کو میری خبر گئی
دل میں ہوا اے عرض ہوئی عندلیب کو	جب گل کو کان باد سحر گاہ بھر گئی
تا عمر گزشتہ طافیص عدو رہا :	اپنی بھی زندگی کوئی صورت گزر گئی

مرنے کے بعد کون مرا نوحہ کرے گا	اک بیکیسی تو روئے مری گور پر گئی
میں مر رہا ہوں کب سو غم انتظار میں	کبخت موت کیا شب ہجران میں گئی
لیکھ دو کو ساتھ وہ پریش کو آؤ میں	وا حسرتا کہ لذت درد جگر گئی
کس موٹھ سوڈ کر کیجئے باقوت و لعل کا	رنگت تری لبونکی اوٹھیں نام و ہر گئی
بل کر رہی ہوں زلف اُتر نیکو دوش سے	اتری اگر تو جانِ دِ ظالم کمر گئی
بہنہ نامی طریق گوارا نہ کر سکی ہے	حسرت ہمار سی ساتھ پس نامہ برگئی





میں ہی نہ اوسکی بزم سے روتا اوٹھا  
آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی ہے



دو چار دن کی سیر چمن کو دکھائے	گلے صبا بہار میں کیا آؤ کیا گئے
گل و در عند لب میں جھگڑا لگا گئے	سیر چمن میں تم یہ نیا گل کھلا گئے
کعبہ گئے مدینہ گئے کر بلا گئے ہے	جب ہم نہ تھے پسند کہیں کے تو کیا گئے
تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی	اونکی گلی میں ہم سر دوش صبا گئے
بانگ جرس نہ غلغلہ کوں صبح دم	جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے
مدت بہ دل میں آیا تھا اللہ کا خیال	کس وقت اسی ہو مجھے تم یاد آ گئے
دم بھر بھی بے جرس نہ مارا رواں عمر	نالی ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

<p>سوختہ لیکے غیر رہ گیا دورِ اخیر میں          کیا تم کو اے کلیم بتاؤں کہ کیا بنی          بزمِ عدو میں آکر وہ بیٹھے عدو کو پا پر          قسمیں نہ کھائی مجھے کوئی گلا نہیں          ضد کی ہو اور بات و گرنہ پئے جفا          مرتے ہیں خضر سبزہ رخسارِ یار پر          اہلِ جہان کو دیدہ عبرت سی دیکھئے          اسو آسمانِ بختان کہ مدفون ہو کہیں ہم          بے باک تم ہو ایسے تو محشر میں اے بتو          ناحق کی ہم سپرِ پشال بیان ہو اسی خدا</p>	<p>جو کچھ رہی تھی ادھی ہم چڑھا گئے          وہ بڑ نقاب سانسو میرے جو آگئے          چلنے کو جب ہو تو اسے گھر بلا گئے          کوئی عدو میں شب نہ گئے آپ یا گئے          اغیار کیا بُری تھے کہ ہم ان کو بھاگئے          سن لینا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے          تھی جتنے شہم لطف وہ آنکھیں چرا گئے          تیر کو تم کو ڈر سے زمین میں سما گئے          کیا جانیں کیا کرو گے جو پیشِ خدا گئے          تو ادھسے پوچھ جو ہمیں کافر بنا گئے</p>
---	--

	<p>جب کھو چکے تو سادگی طبع سے اثر          اونکی گلی میں ڈھونڈھنے دلِ بار بار</p>	
---	---	---

<p>رو تے ہیں سنکے کہانی میری          عمر بھر بات نہ مانی میری          خاک ہو جائیگے جل کر اعدا</p>	<p>کاش وہ سُننے زبانی میری          گزری حسرت میں جوانی میری          آتشِ عشق ہے بانی میری</p>
--	---

کٹ گیا غیر مری باتو سنے  
 آئینہ دیکھ کے فرماتے ہیں  
 غیر سے میری حقیقت سن لو  
 پھر تمہیں نرسند نہیں آنکی  
 بار کیا پاؤں تری محفل میں  
 ہمہ تن گوش بنو سنتے ہیں  
 یاد آؤنگا جفا کاروں کو  
 التجا ایک مقدر دو تھے  
 حشر میں کچھ نہو ابھی سوال  
 اپنی تصویر سے فرماتے ہیں  
 نوح کو اسکی خبر ہے کہ نہیں  
 اب اوٹھینگے ترے در سے مکر  
 میرے اشعار فغانِ دل میں  
 خسرو ملک سخندانِ ہون  
 دل میں پوشیدہ بیگی کبتک

واہ رے سیف زبانی میری  
 کس غضب کی ہے جوانی میری  
 میں نہیں کہتا زبانی میری  
 کہیں سن لی جو کہانی میری  
 ہے سبک تجھ پہ گرانی میری  
 غیر کہتا ہے کہانی میری  
 بے نشانی ہے نشانی میری  
 غیر کی مانی منانی میری  
 واہ رے ہیچمدانی میری  
 تو ہی عالم میں ہے ثانی میری  
 ہے بلا اشک فشانِ میری  
 کبھی اوٹھتی نہیں بھٹانی میری  
 قدر کرتا ہے فغانِ میری  
 داد ہے باج ستانی میری  
 آتش شوق نہ سانی میری

تار گیسو سے نگہ جہاں لہجی دیکھنا رشتہ دوانی میری

دل کی حالت سے خبر دیتی ہے  
اثر آشفتمہ بیانی میری

بڑی روائی گل چین کیا بہارِ نغمہ ہے  
کم نہیں فصلِ بہاری سو بہارِ نغمہ ہے  
مطربانِ خوش نواہین ساز گارا لہلہ شوق  
شرع ہی قانون عقلی دعا عطا برہم نہ ہو  
اوسکی آگ کیوں نہ عاشق گوشِ برآواز ہوا  
آشنائی ساز لذت ہو دلِ اربابِ شوق  
کچھ لبِ کُرفشان ہو چہچہ میں نغمہ ہے  
بنے جو گن کون دکھلا نیکو ہو اپنا کمال  
کوئی فصلِ گل میں دعا عطا کسطح تو بہ کرے  
موعظت پابندیِ فطرت کو کیا باطل کرے  
تیری دل پر زاہدا ہوتا نہیں کوئی اثر  
ہے صدا گوشِ دلِ محزون کو بنیابی کی شکل

گوشِ دلِ زحمت کشی سو خارِ نغمہ ہے  
تازگی بخشِ دلِ مردہ عذارِ نغمہ ہے  
منزلِ مقصودِ بد حالانِ دیارِ نغمہ ہے  
صرف چند اصواتِ موزون پر ہوا نغمہ ہے  
ہر سخن کو جسکے حاصل اعتبارِ نغمہ ہے  
طبعِ ناموزون زائدِ شرمسارِ نغمہ ہے  
بلبلِ شیریںِ بانِ سید و انیس نغمہ ہے  
آج محفلِ میں بھی کو انتظارِ نغمہ ہے  
یہ تو وقتِ سیکشی ہی روزگارِ نغمہ ہے  
دلِ پریشانِ جذبہِ برا اختیارِ نغمہ ہے  
سوم کرناور نہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے  
لاکھ پردے میں بھی ظالمِ سیرِ نغمہ ہے

پہونچ جائیگے خدمت شاہ میں  
جو تقدیر یاد را اثر ہو گئی :

وہ تو ہنس ہنسکے سوی غیر نظر کرتا ہے  
غافل و تملکو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے  
ڈر ڈر تو تری چہرے پہ نظر کرتا ہے  
کسکا جلوہ دل عاشق میں گزر کرتا ہے  
بید مجنون مری سایہ سی حذر کرتا ہے  
کارِ غماز مگر دیدہ تر کرتا ہے :  
مشق آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے  
میری کوچہ میں جو رور و کو سحر کرتا ہے  
کہتے ہیں دل میں حسینو نکو بھی گھر کرتا ہے  
نالہ صد چاک گریبان سحر کرتا ہے

نالہ کس مونہہ سی تو دعویٰ اثر کرتا ہے  
کوئی دنیا سی عدم کو جو سفر کرتا ہے  
سور و لطف سی غیر مگر اسپر بھی  
دلشکں باز بھی آ فکر شکست دل سے  
اپنی وحشت سی بڑھی رونق صحر آجوں  
عشق کو دل میں چھپا رکھنا بہت آسان  
طالب نذر ہوا رومی مصفا کسکا  
غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہے  
عشق کی خانہ خرابی ہو توقع کا سبب  
اپنے دامن کو شب تار بچاؤ رہنا

کسکا آزار کشیدہ ہو کہ راتوں کو اثر  
نالہ کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہے

شراب خون جگر ہے ہلکو شراب ہم لیکے کیا کریں گے

لڑک کی جا ہے دل برشتہ کیا ب ہم لیکے کیا کرینگے

ہزار پردہ میں بھی چھپائے سو حسن چھپتا نہیں مری جان

تمھارے عارض یہ کہ رہے ہیں نقاب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمارے نقدِ دل و جگر کو حساب کے بعد پھر دینگے؟

حساب لینے کا اونے حاصل حساب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمیں جو بھیجا ہے تم نے مصحف پڑھی لکھے ہم نہیں اپنی حرفت

دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمھیں مبارک ہو شیخ صاحب بڑھاؤ دین یوں جوان بننا

ہماری چہرے پہ بھڑیاں ہیں خضاب ہم لیکے کیا کرینگے

ازل میں موقع جو ہمو ملتا تو اپنے خالق سے عرض کرتے

کہ حسرت تو نکا ہے یہ زمانہ شباب ہم لیکے کیا کرینگے

خوشی سے لین آپ جان ہماری عزیز کیا پسے ہر ہمو

ہمارے کیا کام آئیگی یہ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

جب ابتدا ہی سے شوق دیدِ جمال اتنا ہی تجھ کو اے دل

خدا سے نادان کہا نہ پھر کیوں حجاب ہم لیکے کیا کرینگے



	دل پر آشوب وقت قسمت یہ غرض کرنا تھا تیر سی نسبت
	ملے تو اچھا ملے ابھی خراب ہم لیکے کیا کریں گے
	بتوں کی الفت سے باز آئیں مگر جو دل اسکو مان جا
	پڑی ہے واعظ عذاب میں جان ثواب ہم لیکے کیا کریں گے
	جو منع کرتا ہے دل نہ دینے بتوں کو ناصح مگر خدا را
	بتا دے تو ہی کہ اس طرح کا عذاب ہم لیکے کیا کریں گے
	نہیں کچھ امید زیت باقی رہی ہو بات اب گھڑی ہر کی
	جواب قاصد جو لایگا بھی جواب ہم لیکے کیا کریں گے
	خدا کی بخشی ہوئی ہے، وقعت اثر نہیں کوئی ایسی نعمت
	ملی ہے جب عزت سیادت خطاب ہم لیکے کیا کریں گے
<p>یہ کہتے حشر میں زامہ گناہ گار آئے</p> <p>چمن میں دھوم سی جب موسم بہار آئے</p> <p>ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے</p> <p>عدد کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے</p> <p>چمن میں موسم گل جوش پر ہزار آئے</p>	<p>یہ کہتے حشر میں زامہ گناہ گار آئے</p> <p>چمن میں دھوم سی جب موسم بہار آئے</p> <p>ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے</p> <p>عدد کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے</p> <p>چمن میں موسم گل جوش پر ہزار آئے</p>

ہم اپنی فعل کو کیونکر نہیں بخدا محتا  
 برنگ شمع ہمیں پیش غیر جلنا تھا  
 کیسی زلف مغبر کی بوسبلا می  
 ہمیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا  
 گلہ بجا ہی سہی اونکی سرگرائی کا  
 پکار ہی رحمت حق واعظو کہان ہو تم  
 خدا نے جب تمہیں دی اس طرح کی پیاری  
 نکال لینے شب وصل حسرتیں دل کی  
 جو دن کو کہیں گل سول لڑاے بلبل  
 او تمہیں سنائیں ہم افسانہ بیقاری کا  
 شمار ہو نہیں سکتا مری گناہوں کا  
 نہ اپنی گرم کلامی سول جلو نکو چھیر  
 کھنچی تھی ساتھ میں کیا مری کو کوہکن کی جو  
 عدو کو خاک بنادی کہ تیری کوہ سے  
 ہماری داغ جگر سوز کا وہ عالم ہے

یہاں جو آؤ تو کیا لیکے اختیار ہے  
 اسی لئے ترمی محفل میں لشکبار آئے  
 کہ مشک نافہ لئے آہو مری تار آئے  
 کہ میں جو مری نہیں کیا اونکو اعتبار آؤ  
 مگر نہ خاطر نازک پہ اونکے بار آئے  
 حضور داد اور محشر گناہ گار آئے  
 تمہیں بتاؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے  
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے  
 یہ انتظار کہان کا کہ بھر بہار آئے  
 مگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے  
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے  
 سر زبان نہ کہیں آہ شعلہ بار آئے  
 یہ ابراہیم ساقی کہ کو ہمار آئے  
 غبار بچ لئے تیرے خاکسار آئے  
 کہ جسکو دیکھ کر خورشید کو بخار آئے

عدو کو کیون نہیں سمجھا تو حضرت نام	کہاں کو آپ مری ایسے دوست را آئی
رہا جو ہم عدو شب تو ادنیٰ کو چہیز	ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
ہزار شکر بھر دسا رکھانہ طاعت پر	جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
عدو کی مرگ سی کیونکر نہو ملال بہین	ہماری پاس وہ آئی تو اشکبار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہر شکار	بہاوری سے کئی شیر جا کے مار آئے
-----------------------------------	---------------------------------

یاد کرو انکو جو تیری عشق کو مارو نہیں تھے	ذکر کیا فرما دو مجنون کا کہ آدرو نہیں تھے
محفل غیار میں شب تھو جو وہ رونق فروز	تا سحر ہم آتش غیرت سی انگارو نہیں تھے
گل چڑھا ای بلبل شیدا ہماری قبر پر	ہم بھی اک رشک چین کو ناز بردارو نہیں تھے
جرم الفت پر کیا قاتل بہین تو زہلاک	قابل تعزیر کیا ہم ہی گنہگارو نہیں تھے
تھے چین میں بھی ترے دام محبت کو اسیر	وان بھی اسی صیاد ہم تیری گرفتارو نہیں تھے
غیر کے کہنے سی ہوں اسی بانی بیدار بندہ	ہاں وہ روزن جو تیری گھر کی دیوارو نہیں تھے

صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کہنے خیر ہے	ایرا شر کے دن ہوئی ہیں پیچواریو نہیں تھے
--------------------------------------	--

کیا کہیں ہمد کہ کیا نقشہ دل سبل کا ہے	آہنی ہی جان پر عالم بڑی مشکل کا ہے
---------------------------------------	------------------------------------

خون کا دعویٰ کروں مجھے یہ سکتا ہیں	سر پر حسان اور محشر مریقاتل کا ہے
خواہ گاہ دہر میں کسی بہن یہ سستیاں	کچھ خیال و اہل غفلت گور کی منزل کا ہے
ہم قرین یاس را بنے فاکو نکر نہوں	اب قرینہ اور ہی اس شوخ کی محفل کا ہے
تشنہ کا مان ازل و خضر کیا سیلابوں	لب بلب یا ہو تو بھی خشک لب حاصل کا ہے
رحم کھا کر یاد کو در سے ہٹا دیتے نہیں	مجھ پر او کو پاس بانو نکو یقین سائل کا ہے
آج وہ خوشیرو کیا جلوہ گر ہو با پر	شام سی اتر اہوا چہرہ سہ کامل کا ہے



پایمال یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا  
اوی اثر حاصل یہ تیری سخی لا حاصل کا ہے



کیا کیا بنج پیری میں ہوتا ہے آدمی	اس سن میں آدمی نہیں ہوتا ہے آدمی
جو سق در کا لکھا ہوتا ہے	وہی اے مرد خدا ہوتا ہے
آگے تقدیر کے اوی دشمن عقل	تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے
کر نہ قسمت کا گلہ اے نادان	اس میں خالق کا گلہ ہوتا ہے



رباعی



سوم ہون کھوں کیون نہ ولاوی حیدر	کیون نکر کروں مع و ثنائے حیدر
کیا غم جو عدو مع سے انکار کرے	حیدر کا ہے مداح خداوی حیدر

## رباعی

خالق کی رضا جان رضا حیدر	سوجان سی ہو جا تو خدا سے حیدر
سومن کو نہیں عشق علی سے چارہ	ایمان کی دلالت ہی دلا سے حیدر

## ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان کہے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
مکمل نہیں انسان سے مدح حیدر	ہاں لکھے تو پھر ایزد سبحان لکھے

## قطع

حارب جو ہی علی کا وہ حارب نبی کا	حارب نبی کا دشمن اللہ پاک سے
پس حارب علی و نبی و خدا جو ہو	وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک سے

## ایضاً

کعبہ ہی میں نہیں ایسی شمع ہزاروں بند	نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں
دیر میں پیش بتان ہاتھ میں لیکر سمرن	برہمن شوق سے ہر نام چپا کرتی ہیں
دیر تو دیر علی گڑھ میں بھی اہل حدت	لفظ نیچے سے او سے یاد کیا کرتی ہیں

## قصیدہ

دمول رسید و مولانا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام

مردہ بادا شہسوارِ لافتے پیدا ہوا  
 ہر حرب کی تیرہوں لباش ہوا اسرائیل کی  
 مسندِ پیغمبری کو اور بھی زینت ہوئی  
 فرق اقدس پر ہر زیبا جسکے تاج انما  
 لمحک لمحی ہر جسکی شان میں ای مومنو  
 لافتی الاعلیٰ لاسیف الادوا الفقار  
 ضیغم دشت قوت شیر میدانِ وفا  
 جب کبھی مر حب پر شاہ ازسجان کی وفا  
 دشت میں جسے بچا یا شیر سے سلمان کو  
 شان میں جسکی خدا ذیل اتری نازل کیا  
 مثل شاہِ انبیاء بادشاہِ اولیا  
 خرقہ سراج بخشا حق فرموی کو مری  
 دیدہ حق بن ہو دیکھو جلوہ روی علی  
 پہلے کعبہ تکبرہ تھا ہو گیا بیت خدا  
 مومنو باقی نہیں اب خوف طوفانِ نقار

را کب دوش جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا  
 ابن عم پادشاہِ انبیا پیدا ہوا  
 جانشین حضرت خیر الوری پیدا ہوا  
 کشور ملت کا وہ فرما روا پیدا ہوا  
 وہ جگر بند جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا  
 شان میں جسکی ہر وہ شیر خدا پیدا ہوا  
 حیدر شکر شکنِ خیر کشت پیدا ہوا  
 عالم بالا میں شور مر حب پیدا ہوا  
 وہ زبردست جنابِ کبریا پیدا ہوا  
 مومنو وہ آج حمد و ج خدا پیدا ہوا  
 اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا  
 بہر ستاری وہ شاہِ دوسرا پیدا ہوا  
 منظر ذات جنابِ کبریا پیدا ہوا  
 جب علی مرتضیٰ سا با خدا پیدا ہوا  
 کشتی دین خدا کا نا خدا پیدا ہوا

آج وہ عقدہ کشا مشکلتا پیدا ہوا	ہر نبی کی مشکون کو جسے آسان کر دیا
وہ معین اور لیا و انبیا پیدا ہوا	شکل آدم میں ہوا مسجود جو مقصود حق
بحر وحدت کا وہ درّی بہا پیدا ہوا	دشمن موسیٰ کو جسے کر دیا اکدم عرق
مژدہ اسرائیل حزن وہ غمزا پیدا ہوا	جسے یوسف کو ملایا غمزدہ یعقوب سے
وہ رہ دین نبی کار ہنما پیدا ہوا	خضر و الیاس سچا کو ہدایت بر کی
اہل حاجت کیلئے حاجت روا پیدا ہوا	جتنے میں بیدست اور کاہر لیلہ دستگیر
کون مولیٰ کے برابر دوسرا پیدا ہوا	مرتبہ میں منزلت میں بعد محبوب خدا
نام میں نام خدا نام خدا پیدا ہوا	ذاتین بہتات حق پر وہ شہ دنیا و دین
مثل پیغمبر علیؑ معجز نما پیدا ہوا	رجعت خورشید سے عالم پر روشن ہو گیا
عالم علم کہ نہ مصطفیٰ پیدا ہوا	قابل قول سلونی واقف اسرار غیب



اپنی شکل کیلئے پڑھا اور اشرناد علی  
ساری شکل کا علیؑ مشکلتا پیدا ہوا



### قصیدہ منقبت



جلوہ فزتری ایک کیا دیر و حرم کو	کیون کعبہ دل میں نہ رکھیں تجھے صنم کو
ہو دخل نہ زاہد تری تقویٰ کو صنم کو	ہم فز و صغیانہ بنایا ہے کہ جس میں

دل ہو گزرگاہ خدا کعبہ یہی ہے  
 ہے وحشت دل سمجھے ہوئی سیر و تماشا  
 محتاج دلائل نہیں اثباتِ الہی :  
 ابطال جز لا یتغیر می سے جو تو نے  
 ثابت ہوئی جسوقت سہولی کی قدیمی  
 شے کوئی سہولی نہیں ای شکل سہولی  
 ہر چند قوی فعل میں ہے قوت بنیش  
 پیراہن یوسف کی کشیم آئے ہو ابر  
 اضداد و موافق یہ قدرت میں اپنی کو  
 احسن ہو مگر ہنچ وہی جیسے عالم  
 فطرت کا تقاضا ہو کہ ہو عدل کرم میں  
 بخشش ہو تلی اس کو قسام ازل سے  
 ادنیٰ کو جو اطوار ہیں اعلیٰ کو نہیں ہیں  
 انداز جو میں داخل طینت نہیں جالبے  
 کر شکر کہ ہو شکر ہی سرمایہ طاعت

اسی شج تر کعبہ نہیں چاہئے ہم کو  
 صحرا ی مدوٹ اور بیابان قدم کو  
 ای فلسفی رکھ چھوڑ براہین حکم کو  
 چاہا کرے اثبات سہولی کے قدم کو  
 مذہب میں ہوا دخل تدبیر کے قدم کو  
 صورت ملی بدعت سی ترسی کفر و ظلم کو  
 چاہی تو کرے اس سی قوی قوت شتم کو  
 کنعان میں اک پیر پراز درد و الم کو  
 سعدن بنویم چاہو جو سعدن کری کم کو  
 اس ہنچ میں کچھ دخل نہیں لا و نعم کو  
 اس عدل ذبے زور کیا دست تم کو  
 خالی نہ رکھا عدل سی میزان کرم کو  
 آثارم آہو نہیں شیرانِ اجم کو  
 آہو نہ کبھی ترک کری عادت رم کو  
 ہو شکر ہی جو دفع کری کفر و ظلم کو



جب سو کہ کھلی ہستی عالم کی حقیقت  
 اس عالم فانی میں اثر دل نہ لگانا  
 مغرور نہ ہو شروت دنیا و دنی پر  
 کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش  
 نادان ہو منقش جو کری صفحہ دل پر  
 اگر عقل ہو کر ملک قناعت کو مسخر  
 اس راہ طلب میں تو بنا پیشوا اپنا  
 یعنی کہ علی حسین کر می ہے خدا کی  
 وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہیں مذلت  
 وہ غازی حق تیغ نے جسکی کیا معدوم  
 وہ صیغہ دین جسے کیا زیر و غامین  
 اسی سرور دین شاہ نجف مالک کونین  
 وہ رہبر حق تو ہے کہ ارباب بصارت  
 شاہ تری مدحت نہیں انسان سو ممکن  
 باہرین بیان سو تری اوصاف گرامی

ہم ایک سمجھنی لگے ہستی و عدم کو  
 رونانہ پڑی تھک کو کہیں بحث و نرم کو  
 بازیچہ اطفال سمجھ جاہ و چشم کو  
 ملک زرو اسپ و شتر و طبل و علم کو  
 نقش ہوس و رغبت دنیا و درم کو  
 یہ ملک حاصل ہوا شاہان عجم کو  
 شاہنشاہ دین نایب سلطان امم کو  
 امید کرم جس سے ہے ارباب کرم کو  
 جاہ و چشم و شوکت اسکندر و جم کو  
 ہر دشمن دین شہ بطحی و حرم کو  
 شیران عرب اور ہزبران عجم کو  
 ہو فخر تری ذات سے بطحی و حرم کو  
 آنکھوں سے لگا قاتلین تری نقش قدم کو  
 طاقت نہ زبان کو ہونے یا راہی قلم کو  
 کوزہ میں جگہ دی کوئی کس طرح سے ہم کو

## سلام

<p>         سلامی رخصتِ شبیر ہو آج          محبوب و حسین ابن علی ہے          نہ کیونکر خلد میں جید رہوں مضمطر          پے دست و گلو و پاسے عابد          حسین ابن علی جانی نہ پاوین          پے قتل جگر بند پیغمبر          ہوئی ہو شکل زینب شکل ماتم          گلے میں اُصغر تشنہ دہن کے          لہو غم سے دل دلیگر ہے آج          کہ جسکے قتل کی تدبیر ہے آج          پہ خنجر سرِ شبیر ہے آج          رس ہو طوق ہو زنجیر ہے آج          یہی کفار کی تقریر ہے آج          کمر بستہ ہر اک بڑ پیر ہے آج          سکیئہ غم کی اک تصویر ہے آج          بجائے شیر آب تیر ہو آج       </p>	<p>         سلامی رخصتِ شبیر ہو آج          محبوب و حسین ابن علی ہے          نہ کیونکر خلد میں جید رہوں مضمطر          پے دست و گلو و پاسے عابد          حسین ابن علی جانی نہ پاوین          پے قتل جگر بند پیغمبر          ہوئی ہو شکل زینب شکل ماتم          گلے میں اُصغر تشنہ دہن کے       </p>
---	---

اثر آنسو کا ٹوٹی تار کیونکر  
 غم شبیر دامن گیر ہے آج

## اشعار فارسی

تادل به نظم ندهد اذن زبان را	پیدانه شود هیچ اثر آه و فغان را
جان نیز دهد عاشق دل داده و لیکر	دردا که وفا نیست حسینان جهان را
آسیب رسد از رخ تابان تو بزل	صد چاک کن جلوه مهتاب کتان را
ایجاد کند از خم زلف تو طوح بست	ابرو تو آموخت کجی تیغ و کمان را
کوه غم عشق تو نبهاند سحر ما	حامل نتوان شد فلک این بارگران را
ای روی ابر رنگ گرفته ز بهارت	در گلشن حسن تو گز نیست خزان را

از کیفیت خویش بر یار چه گویی ؟  
در کار بیان نیست اثر حال عیان را

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت	آتش زو بدل و خرم ایامم سوخت
شوق نظاره حسنت سر طوغم نکشید	آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت
خلق آگاه نشد از طپش سوز دلم	آتش عشق تو در پرده و پنهانم سوخت
شعله در دلم افکند و جگر کرد کباب	گر می ناله ببل بگستاخم سوخت
آتش عشق بتان بود چو آتش سنگ	ماند پوشیده درون من پنهانم سوخت
داغ پنهان بدل و ناله سوزانم سوخت	سوخت عشق تو مگر با سر و سامانم سوخت

گرم پہلو نہ شد از مہر دل افروز کے  
اے اثر آتش ہجرش بزستانم خست

تازہ جانے بہ بن خستہ مامی آید  
شرم از شوخی چشم تو مامی آید  
شیخ از خرقہ تو بوئے ریامی آید  
کز گنہگار خطا و تو عظامی آید  
بوئے یوسف ز کجا تا بجامی آید  
آری خالی چو بود طرف صدامی آید  
صبر کن صبر کہ در دام ہمامی آید  
ہیچت از سر کشی نفس حیامی آید

ہر سحر کہ کہ ز کوئے تو صبامی آید  
شکوہ غیر بر دیت نتوانم کردن  
روکش جامہ رندان چو دہد بوی شرا  
کرمت اجر بخوید چہ کریمی یارب  
کار فرمای شوق است پراز لوبجی  
صوفی ارغہ ز ندنیت خلاف فطرت  
کبک و دُراج اگر صید شد رنج بہر  
از خدامی طلبی جو رہمیر اے زاہد

سطن نیست ز اغیار جفا کار دلش  
کہ بکوئے تو اثر او بقضامی آید

چشم نیاز جانب روی دیگر کند  
از دیدن بغیر کرم بیشتر کند  
اگر شکوہ دلم ز جفائے تو سر کند

نازش بہین چو روی نیازم نظر کند  
کے یار سوی من بجنایت نظر کند  
صد عمر اکٹفا نکلند شجہ و درد را

ترسم ز مرگ خویش که او بهر فاتحه  
 شکوه مبر ز حال بدت پیش آسمان  
 دل را بشوق زلف کسی ننگ بختگی است  
 اگر دهنزار بار فراموش از دلش  
 گو قاصد که همچو صبا در حریم یار  
 گو پیک با جز که ز راه کرم دلی  
 آن طالعش کجاست که ناصح بگوید تو  
 این زهره هم رقیب ندارد که مثل او  
 در بزم غیر را ندیده جاس در بغل  
 از تیر آه گوشه نشینان پناه نیست  
 وقت ست عند لیب زیندیشون بهار  
 دارد دلم چه سوز که شمع حریم دوست

همراه غیر بر سر قبرم گرز کند  
 زین بد سگال ترس که بدر ابر کند  
 سودا خام نیست که از سر بدر کند  
 نامم هزار بار اگر او ز بر کند  
 بے خوف از درشتی در بان گرز کند  
 او را خبر ز حال من بنحیر کند  
 فارغ ز غم شنید و خاک بسر کند  
 ذکر از خرابی من خسته جگر کند  
 از یار دور نیست اگر اینقدر کند  
 باید که مدعی ز تو اضع سپر کند  
 وقت ست ابر بر سر گل چشم ترکند  
 شب را برنگ من نتواند سحر کند



از جذب عشق دور سپندار امر اثر  
 بلیه اگر بادی مجنون گرز کند



رفتم از مدرسه و کار من آن سان آمد

خوش مرا پیروی باده پرستان آمد

ہر کہ شد تاجور کشور عراق و یقین	بر در شاہ نجف بندہ احسان آمد
چشم عالم سر پائیت کہ ز فیض قدمت	کارم از دست شدہ باز بسا مان آمد
مدعی آنچه بعد شوق تمنا میکرد	بغلامان ز نوال شہ مردان آمد
واعظ شہر بر رزاق جہان تکیہ نکرد	سوی مسجد بتلاش نمک نان آمد
رخ ہر سنگ تجلای جالش دارد	بر سر طور چرا موسیٰ عمران آمد
از خرابی خزان داشت خبر ورنہ چرا	سر گل شک فشان بر بہار ان آمد

اشرا ز زلف درازش سخت طول کشید	قصہ کوتاہ کنی عمر بپایان آمد
-------------------------------	------------------------------

بتلائے عشق باش و شاد باش	وز غم ہر دو جہان آزاد باش
عاشقان دلدادہ خوئے تو اند	تا توانی مایل بیداد باش
لذت بید نصیب جان ما است	حی و قایم اے ستم ایجاد باش
رو متاب از عشق و سرنہ در رہش	عاشق جان باز چون فرہاد باش

تا توانی اے اشرف اافل مشو	انزخداے دو جہان دریاد باش
---------------------------	---------------------------

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک	قاسم نادر و جان شاہ سلام علیک
-------------------------------	-------------------------------

مالک ملک کرم نایب شاه ام  
 ضیغم دین خدا حیدر خیر کشا  
 شافع روز جزا امانی هر دوسرا  
 واقف اسرار غیب دافع هر شبهه و  
 حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب  
 دافع داغ الم داروی هر درد و غم  
 مفتی دین خدا حاکم ملک رصفا  
 زینت بزم نبی فخر نبی و ولی به  
 مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما  
 ذات تو در هر زمان بود و گنج نهان  
 لحکمی نبی گفت ترا یا علی  
 صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی  
 منظر ذات خدا جلوه ده انبیا  
 خالق کون و مکان کرد ثنائت باین

بادشاهش و جان شاه سلام علیک  
 داغ تیر سرکشان شاه سلام علیک  
 چاره بیچارگان شاه سلام علیک  
 عالم راز نهان شاه سلام علیک  
 فخر شهبان جهان شاه سلام علیک  
 مرهم خسته دلان شاه سلام علیک  
 حق زکلامت عیان شاه سلام علیک  
 شمع شبستان جان شاه سلام علیک  
 نام تو در زبان شاه سلام علیک  
 از تو قدم را نشان شاه سلام علیک  
 هستی مرا جان جان شاه سلام علیک  
 سرور هر دو جهان شاه سلام علیک  
 فخر شبه مرسلان شاه سلام علیک  
 چون نه شوم بدخ خوان شاه سلام علیک

بخش ز عشق خدا این اثر مرده را

## زندگی جاودان شاہ سلام علیک

در بتان جلوہ انوار خدای بنیم	ز اہد این رنگا ہم کہ چہامی بنیم
کیست آن خسرو خوبی کہ درش یاز	مرج شاہ و گرز گاہ گدای بنیم
نہست جز صبرہ خاک نشینان و ش	چرخ رازیر زمین وقت دعای بنیم
از نگاہ غلط انداز کہ چشمش دارد	انچہ بر جان شدنی ہست دلامی بنیم
عجب از پیر خرابات کہ یارب اورا	واقف راز حقیقت ز کجای بنیم
روز رندان خرابات مگردان زاہد	کہ چو آئینہ دل شان بصفای بنیم

شرف سایہ میفن بدیارت کہ اثر  
کتر از بوم بشہر تو ہمامی بینم

غیرا مشق کرم ساختہ یعنی چہ	جو ر را طرح نوانداختہ یعنی چہ
بادل سادہ و آزادہ کہ من می دارم	اے فلک نزد غاباختہ یعنی چہ
کشور دل کہ از انت شدہ در دواز	لشکر ظلم بر آن تاختہ یعنی چہ
من کہ با گیسوئے تو خط غلامی دارم	بر سرم تیغ جفا آختہ یعنی چہ
سرکشی چون نمی ز میبد برخ یار ترا	گردن ای شمع بر افراختہ یعنی چہ

## تو و دنیا ی دنی اے اثر پاک شست



بر سر جبهه پرداخته یعنی چه

ناصح تو جلوه رخ جانان ندیده	زلف سیاه و کامل بچان ندیده
واعظ حدیث خوبی طوبی براه شوق	زان میکنی که سر و خرامان ندیده
بر کفر من ز بیمخ دی طعنه بمن	چشمش که هست دشمن ایمان ندیده
پیشم مگوز سخنی روز جزا سخن بـ	رنج و مصیبت شب هجران ندیده
طوفان نوح شمه طوفان لشکست	ای ابر جو ش دیده گریان ندیده

غره مشو بهر وعطایش که ای اثر	غره مشو بهر وعطایش که ای اثر
جور و جفا آن شه خوبان ندیده	جور و جفا آن شه خوبان ندیده

ای عند لب از چه فغان با کشیده	دی گل چه دیده که گریبان دریام
دارم دلی که صید کند هوا می تست	از من چرا چو آهوی صحرار مید
ای جان جان مروز بر من که درلم	شکل عبوری دل آزار دیده
زان طایر دلم بهوای تومی پرد	صدم غ جان بدام هلاکت کشیده
رنگ بهار راز عذار تو تازگی	در گلشن جمال گل نود مید
پیوسته بدشمن جزا دست همچو من	در حیرتم که رشته الفت بریده
تاب فروغ بزم حسینان دلت ندا	زاهد از ان تو گوشت غلت گزیده

دعوی بندگی مکن ای سرو بوستان	کے در رکاب آن قد بالا و دیده
دیگر مدار چشم توجہ ز چشم او	ای دل ترا چه قدر که اشک چکیده
بطع تو رحم بر من مسکین نمی کند	حالم مگر ز دشمن بد گو شنیده

محتاج شرح حال دلت نیت ای اثر	ازدوی تو عیان است که آفت رسیده
------------------------------	--------------------------------

چشم شہلارخ رنگین قدر عناداری	چه شمایل بخدا ای بت زیاداری
حرفی از لطف بفرما سر جان داده بخوش	که در انفاس صد اعجاز سیعاداری
با تو ای زاهد بعقل مرا کاری نیست	فکر امر و زندارم غم فردا داری
مایه عقل و خرد از دل عالم بردی	چه بلا هوش ربا ز گس شہلاداری
جز تلون صناعت بذات عیبی	آفتابی و لے خاصیت حر باداری
ایکے پیغمبران بہر تو نمایان باشد	در حریم دل عشاق چنان چاداری
ماکہ ای بادشہ حسن دعا گوئی تو ایم	ہیچ درد دل ز گدایان سرور داری
کافر م کرد و سوید ای غمت و افروزد	خال مشکین کہ نہ زلف چلیپا داری
شک از بد کہ ز جام کرم پیر مغان	دل من پاک شد از رغبت دنیا داری
زاد زاهد خود بین و ز عالم بگز	تو کہ در مغفرت چون دچرا داری

اے اثر گریہ شب را اثر نیست  
چشم تر دار که در غیب عطا داری

تا کی بشوق وصل قشربا گریستن	تنها نشستن و به تما گریستن
تو برق حسن هستی و دایم ابر عشق	خندیدن از تو آید و از ما گریستن
منعم مکن ز گریه که در هجر ناصحا	تسکین دل نمی کند الا گریستن
زاهد بشوق سر و قدی اشک من دان	ناید ز من کجاست طوبی گریستن
از گریه چون نه آب شود زهره عد	یکسان بود گریستن و نا گریستن

باید اثر بیاد لب تشنه حسین  
از چشم اشکبار چو دریا گریستن

سجده حق ز سر زور و یا جایز نیست	انچه تو میکنی زاهد بخدا جایز نیست
چون من و حور بود عاقبت کار جهان	در جهان باده و معشوق چایز نیست
چون جهان گشت و چرا گشت ناسید	کار چون بست درین چون و چرا جایز نیست
الله الله چه قسم میکنی بر اهل وفا	این جفا که رواداری به جایز نیست

اثر از درویشان ست سیاه زار و لش  
اگر نه حسن تم با فقر جایز نیست

از جلوه در حجاب کنی آفتاب را	بر رگستی ز چهره تابان نقاب را
افسانه ام ربوذر چشم تو خواب را	میخواهم پیرس که چون از دفر غم



## رباعی



هر موی تن ناز زبان می خواهد	در غم هجر تو بیان می خواهد
دل در پی آن ست و همان می خلد	ای جان چه تمنائ و صالت گویم



## مثنوی



افتخار هر بنی و هر دلی ۛ	چون نه نالم در غم عشق علی
نام پاک شاه زیب کام ما	الف حیدر سمن اسلام ما
زین سبب این گریه شب ها من	در دما دارد دل شیدا من
نیست بیماری چو بیماری دل	عاشقی پیدا ست از زاری دل
نوبخش دیده مرد خدا	عین ایمان ست عشق مرقی
همچو اعی میزد سو سقر	دشمن مولا ست کور و بصر
نازداد تیره دل بر مال نزر	از مذاق عشق بازی بخبر
رتبه دان او جناب کبریا ست	رحمیدر برون از فهم ما ست
سجده گاه اولیا ایوان او	از امانت کم نگردد شان او

انبیار اذات پاکش افتخار	بهر نبی از وی اعانت خواستگار
دشمنان را نام مولی جان گزرا	دوستان را نام مولی جان فرا
شکر و حاسد بسوی بوتراب	شمیره بیند نه روی آفتاب
این شقاوت شیوه اسلامیت	بر چنین فهم و ذکا باید گریست
مگر بهتر از چنین دین خراب	کامندان رکنی ست بغض بوتراب
همچنین سلام را از من سلام	بر چنین اسلامیان شامت مدام
رحمت حق بر مغان علی	رحمت حق بر ثناخوان علی
رحمت حق بر مغان حسن	رحمت حق بر ثناخوان حسن
رحمت حق بر مغان حسین	رحمت حق بر ثناخوان حسین
فرقه هستند از اسلامیان	بدتر از اهل دمشق و شامیان
از علی این فرقه را بغض و عناد	وز عدوش ربط و عشق و عباد
ابن محم شرم دار و زین گرده	پیش بی عنوانی ایشان
کی شود راضی خدا و ذوالجلال	چون از ایشان مرتضی داد
نیز از ابن علی دارند حسار	در ولای دشمنانش است
ای که هستی صاحب علم و هنر	وز ره دین پیمر باخبر





